فیض الحاجة

لحل اسئلة

ابن ماجة

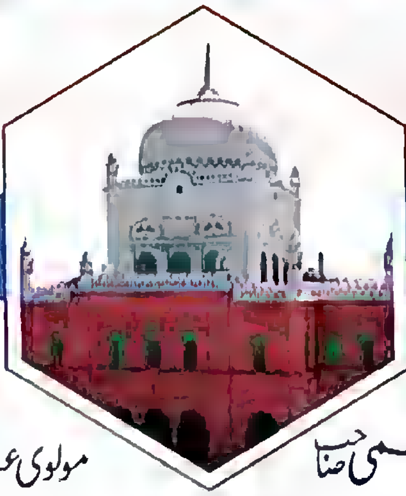

دعائیہ کلمات

جناب مولانا ابوبکر اعظمی صاحب

مؤلف

مولوی عبداللہ اعظمی بمهوری

کلمات تشجیع

حضرت مولانا مفتی محمد راشد اعظمی دامت برکاتہم

استاذ حدیث و نگران شعبہ تحفظ سنت دارالعلوم دیوبند

مکتبہ صوت القرآن دیوبند

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تفصیلات

نام کتاب : فیض الحاجہ لحل اسئلۃ ابن ماجہ

مرتب : مولانا عبداللہ اعظمی بمھوری

باہتمام : فیض الحسن اعظمی

صفحات : 128

ناشر : مکتبہ صوت القرآن دیوبند 01336-223460

ملنے کے پتے

کتب خانہ حمیدیہ، جامع مسجد دہلی ❁ شبلی کتاب گھر اعظم گڈھ

ثاقب بک ڈپو سنبھل ❁ دیوبند اسلامک بک اسٹور دیوبند

مکتبہ صوت القرآن دیوبند

MAKTABA SAUTUL QURAN

Madani Market, Deoband, E-mail: faizulhasanazmi@gmail.com

Mob: 9358691053 Ph: 01336-223460

website: www.deobandtody.com/sautul-quran

Website: NewMadarsa.blogspot.com

Telegram channel : New Madarsa

انتساب

(۱) بندۂ ناچیز اپنی اس کاوش کو مادرِ علمی ازہرالہند دارالعلوم دیوبند کے نام سے منسوب کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے۔

(۲) مشفق و مربی حضرت الاستاذ مفتی محمد راشد صاحب اعظمی دامت برکاتہم (استاذ تفسیر وفقہ دارالعلوم دیوبند) کی طرف منسوب کرتا ہے۔

(۳) ان اساتذۂ کرام کی محبتوں، والدین کی نیک دعاؤں اور ان تمام لوگوں کی نیک خواہشات کی طرف منسوب کرتا ہے جو دیانت وامانت اور اخلاص وعمل کے ساتھ قرآن وحدیث کو سمجھنا چاہتے ہیں۔

(۴) محبّ ومکرم بھائیوں و دیگر احباب کی طرف جن کی دعاؤں کے طفیل بندہ کسی لائق بنا۔

عبداللہ اعظمی ابن حاجی عالمگیر بھوری
خادم التدریس وناظم نشرواشاعت
دارالعلوم اشرفیہ دیوبند

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

عرضِ مرتّب

سنن ابن ماجہ سلسلۂ حدیث کی کتب صحاحِ ستہ میں چھٹے درجے پر منسوب ایک کتاب ہے، جس کو ابن ماجہ نے مرتب کیا ہے۔ اس کتاب میں ۱۵۰۰ ابواب ہیں ۴۰۰۰ احادیث موجود ہیں۔ صحاح ستہ کی آخری کتاب ''سنن ابن ماجہ'' ہے، سنن ابن ماجہ کو پانچویں صدی ہجری کے آخر میں کتب ستہ میں شمار کیا جانے لگا، اس کے بعد ہر دَور میں یہ کتاب اپنی حیثیت منواتی گئی۔

ابن ماجہ شریف کی بہت سی اُردو شروحات منظر عام پر آچکی ہیں، جن سے کتاب ابن ماجہ سمجھنا بہت آسان اور سہل ہوگیا ہے۔ اسی سہل پسندی کو سامنے رکھتے ہوئے احقر نے بھی اس کتاب (ابن ماجہ) کی ایک ایسی کتاب سوال وجواب کے انداز میں شرح کی ہے جس سے دورہ حدیث شریف میں داخل طلبہ کے لیے امتحانات کے مواقع پر پرچوں کا حل کرنا آسان ہو، منظر عام پر لانے کی سعی جمیل کی ہے۔

اس موقع پر بڑی بے مروتی ہوگی اگر ان تمام حضرات کا شکریہ ادا نہ کیا جائے جنھوں نے اس کتاب کو منظر عام پر لانے میں کسی بھی حیثیت سے تعاون کیا ہے، ویسے تو تمام ہی احباب نے جس طرح بھی ممکن ہوا میری حوصلہ افزائی اور تعاون کیا؛ مگر خاص طور پر مفسر قرآن حضرت مولانا سالم اشرف صاحب قاسمی (مہتمم دارالعلوم اشرفیہ دیوبند) کا تہِ دل سے شکر گزار ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خزانۂ خاص سے ان کو اجر عظیم عطاء فرمائے۔ (آمین)

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ احقر کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ (آمین)

عبداللہ اعظمی ابن حاجی عالمگیر بھوری

خادم التدریس وناظم نشرواشاعت

دارالعلوم اشرفیہ دیوبند

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

دعائیہ کلمات

مولانا ابوبکر اعظمی

علمِ حدیث عالمِ اسلام کا مخدوم ترین علم ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندہ و جاوید معجزات میں سے ہے، جہاں کتاب اللہ ہے اسی کے ساتھ حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی زندہ وجاوید معجزہ ہے، جس کی حفاظت علماء و محدثین کے ذریعہ مدارسِ اسلامیہ میں ہوتی ہے، لہٰذا مدارس اور علماء بھی اسی معجزہ کا حصہ ہیں، جن کا تا قیامِ قیامت باقی رہنا ضروری ہے۔ برادر صغیر عزیزم مولانا عبداللہ اعظمی ناظم شعبہ نشر واشاعت دارالعلوم اشرفیہ دیوبند تالیف کا ذوق رکھتے ہیں۔

اور انہوں نے مطولات سے اخذ کر کے جس ترتیب کے ساتھ یہ مجموعہ نافعہ مرتب کیا ہے، شاید اسی ذوق کی بناپر مہتمم جامعہ نے نظامت بھی ایسے ہی شعبہ کی دی ہے۔

دل سے دعاء گو ہوں یہ رسالہ ''فیض الحاجہ لحل اسئلۃ ابن ماجہ'' نوٹ برائے امتحان دارالعلوم دیوبند و دیگر مدارس میں داخلہ کے لیے مفید ثابت ہوگا۔ نجات آخرت اور شغف علم بڑھانے کا ذریعہ بنے گا۔ آمین بجاہ حبیب المرسلین

مولانا ابوبکر اعظمی

یکم صفر ۱۴۳۹ھ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

باسمہ تعالیٰ

کلماتِ تشجیع

حضرت مولانا مفتی محمد راشد صاحب اعظمی

استاذ تفسیر وفقہ دار العلوم دیوبند

کتبِ صحاح ستہ میں جس کتاب کو سب سے آخر میں شمار کیا جاتا ہے وہ سنن ابن ماجہ ہے اسکتاب کو پانچویں صدی کے آخر میں صحاح ستہ میں شمار کیا گیا ہے۔

جناب مولانا عبداللہ صاحب اعظمی نے سالانہ امتحان کے پرچوں کو سامنے رکھ کر کتاب کے مشکل مقامات کو حل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کی اس محنت کو قبولیتِ عامہ سے نوازے۔ (آمین)

والسلام

محمد راشد اعظمی

یکم صفر ١٤٣٩ھ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

رائے عالی

مفسر قرآن حضرت العلام

مولانا محمد سالم اشرف صاحب قاسمی دامت برکاتہم

بانی ومہتمم دار العلوم اشرفیہ دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ الذي شرع لنا اتباع الکتاب والسنۃ دینا وسبیلا، والصلوٰۃ والسلام علٰی رسولہ النبي الأمي الذي جعل السوال شفاء لمن کان بداء العیّ علیلا. أمابعد!

بلاشبہ قرآن مقدس دین کی اصل واساس ہے اور ادلۂ شرع میں سب سے محکم اور متبرک ہے، اسکا سحاب کرم جس دل پر برسا دل کی کھیتی ایمان کے پودے، یقین و معرفت کے سبزوں سے لہلہا اُٹھے اور یہ جہاں معرفت وآگہی کے پھولوں سے معطر اور زعفران زار ہو گیا۔

لیکن قرآن اُصول کی کتاب ہے، تفریع وتفصیل، توضیح وتشریح حدیث وسنت کا ہی وظیفہ ہے، اسی لیے حدیث شریف دنیا کا سب سے بابرکت اور مخدوم ترین علم ہے جو انسانی سیرت وروحانیت کا ضامن ہے، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات تعلیمات وہدایات اور اُسوۂ حسنہ آخری نسل تک محفوظ رہنا ضروری ہے۔

جس طرح علم وہدایت کے پورے خزانے کی حفاظت حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے کی، اسی طرح بعد کے قرنوں میں اللہ نے امت کے بہترین و باتوفیق بندوں کو احادیث وآثار کے اس بے پایاں دفتر کی تدوین وترتیب، تحقیق وتنقید، تعلیم وتعلم، ترجمہ و تشریح، حفظ واشاعت اور اس کے متعلق بہت سے علوم وفنون اور اس کی نشر واشاعت کی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

توفیق بخشی، چنانچہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں قاضی ابن حزم مدنی، ابن شہاب زہری، امام بخاری، علاّمہ ابن العربی، علاّمہ بدر العینی، حافظ ابن حجر عسقلانی، امام نووی رحمہم اللہ اور ان جیسے ہزاروں لاکھوں اس علم کے شہسوار و علم بردار گزرے ہیں۔

انہیں باتوفیق اہلِ علم میں محبت و مکرم، صالح، فعال نوجوان مولانا عبداللہ اعظمی قاسمی دارالعلوم اشرفیہ دیوبند کے منصب تدریس اور شعبۂ نشر و اشاعت کی عظیم خدمات پر باحیثیت مؤقر و ناظم کے مامور ہیں، مقبول اساتذہ میں ہیں، صلاحیت و صالحیت کے زیور سے مالا مال ہیں۔

مولانا محترم نے دارالعلوم میں دورۂ حدیث شریف کے طلبہ کے لیے کتاب بنام "فیض الحاجہ لحل اسئلۃ ابن ماجہ" مرتب کی ہے۔ قرآن و حدیث کی اکابر کی تشریحات و مطولات میں غواصی کر کے اس عہد انقلاب، اس کی ضرورتوں اور ذہنی خصوصیات کو مدنظر رکھ کے داخلہ، ششماہی و سالانہ کے سوالوں کے مجموعہ کی ایسی قابل قدر تشریح کی ہے جو سینکڑوں مطولات سے وقتی طور پر آپ کو بے نیاز کر دے گی، اور مستقبل میں مطولات کو سمجھنے کا ذوق پیدا کرے گی، گویا یہ کتاب حدیث فہمی کا راہبر اور حدیث کے کلمات اور الفاظ کے معانی کھولنے کی چابی ہے۔

یہ فقیر دعاء گو ہے، خدا ان کی اس تالیف کو قبول فرمائے، دورۂ حدیث میں داخل طلبہ کے لیے معاون بنائے اور مولانا کے لیے نجاتِ آخرت کا باعث بنائے۔

عاجز و عاصی

مولانا سالم اشرف

استاذ تفسیر و فقہ مہتمم دارالعلوم اشرفیہ دیوبند

۱ر صفر المظفر ۱۴۳۹ھ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تقریظ بلیغ

مفسر قرآن حضرت مولانا مختار صاحب اعظمی
(استاذ جامعہ حسینیہ لال دروازہ جونپور)

علمِ حدیث عالمِ اسلام کا مخدوم ترین علم ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندہ و جاوید معجزات میں سے ہے، جہاں کتاب اللہ ہے اسی کے ساتھ حدیثِ رسول اللہ ﷺ بھی زندہ و جاوید معجزہ ہے، جس کی حفاظت علماء و محدثین کے ذریعہ مدارسِ اسلامیہ میں ہوتی ہے، لہٰذا مدارس اور علماء بھی اسی معجزہ کا حصہ ہیں، جن کا تا قیامِ قیامت باقی رہنا ضروری ہے۔ برادر صغیر عزیزم مولانا عبداللہ اعظمی ناظم شعبہ نشر و اشاعت دارالعلوم اشرفیہ دیوبند تالیف کا ذوق رکھتے ہیں۔

اور انہوں نے مطولات سے اخذ کر کے جس ترتیب کے ساتھ یہ مجموعہ نافعہ مرتب کیا ہے، شاید اسی ذوق کی بنا پر مہتمم جامعہ نے نظامت بھی ایسے ہی شعبہ کی دی ہے۔

دل سے دعاء گو ہوں یہ رسالہ "فیض الحاجہ لحل اسئلۃ ابن ماجہ" نوٹ برائے امتحان دارالعلوم دیوبند و دیگر مدارس میں داخلہ کے لیے مفید ثابت ہوگا۔ نجات آخرت اور شغف علم بڑھانے کا ذریعہ بنے گا۔ آمین بجاہ حبیب المرسلین

مولانا مختار احمد اعظمی

ار صفر المظفر ۱۴۳۹ھ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱- ابن ماجہ

(الف) امام ابن ماجہؒ کا نام ونسب بیان کریں؟

(ب) ولادت اور حالت زندگی اور ابن ماجہ کی خصوصیت بیان کریں؟

(ج) سنن ابن ماجہ کا صحاح ستہ میں کیا اعتبار ہے؟

الجواب

(الف) امام ابن ماجہؒ کا نام ونسب:

امام ابن ماجہ کا پورا نام اس طرح ہے، حافظ ابوعبداللہ بن یزید الربعی ابن ماجہ القزوینی (۱) حافظ لقب ہے، ابوعبداللہ کنیت، محمد نام، یزید آپ کے والد کا نام ہے اور ربعی، ربیعہ بن نزار کی طرف نسبت ہے، قبیلۂ ربیعہ سے نسبت ولاء کی بناء پر ان کو ربعی کہتے ہیں، جس طرح امام بخاری کو ولاء کی وجہ سے جعفی کہتے ہیں، اور قزوینی قزوین کی طرف نسبت ہے، جو عراق وعجم کا مشہور شہر ہے، یہ ایران کے صوبہ آذربائیجان میں واقع ہے، جو امام ابن ماجہ کا وطن ہے۔

(ب) ولادت اور حالت زندگی خصوصیت بیا کریں؟

امام ابن ماجہ ۲۰۹ھ عراق عجم کے مشہور شہر قزوین میں پیدا ہوئے۔ عام دستور کے مطابق ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد انہوں نے علم حدیث کی طرف رجوع کیا، وطن اور بیرون وطن ہر جگہ روایت حدیث کو تلاش کیا اور دور دراز علاقوں میں جا کر علم حدیث حاصل کیا اس سلسلہ میں انہوں نے خراسان، عراق، حجاز، مصر اور شام کے متعدد شہروں کا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

سفر کیا جن میں مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، کوفہ، بصرہ، بغداد اور ظہران کے نام قابل ذکر ہیں، امام ابن ماجہ کے اساتذہ وشیوخ کے اوطان پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے، کہ انہوں نے ان اساتذہ سے حصول علم کی خاطر اور شہروں کا بھی، سفر کیا ہوگا، جن میں اصفہان، ہواز، ایلہ، بلخ، بیت المقدس، حران، دمشق، فلسطین، عسقلان، مرو اور نیشاپور کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہے۔

وصال:

چونسٹھ سال زندگی گزار کر ۲۲/رمضان ۲۷۳ھ پیر کے دن ابن ماجہ کا انتقال ہوگیا، اور منگل کے دن آپ کو دفن کیا گیا، حافظ ابوالفضل مقدسی شروط الائمہ الستہ میں لکھتے ہیں، کہ آپ کے بھائی ابوبکر نے آپکی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے صاحب زادے عبداللہ اور دو بھائیوں نے مل کر آپ کو قبر میں اتارا۔

متعدد شعراء نے آپ کی وفات پر دردناک مرثیے لکھے ہیں، محمد بن الاسود کے مرثیے کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

لقد ادھی عائم علم ❁ وضعضع رکنہ فضوا ابن ماجہ

ابن ماجہ کے وصال نے سر ہر علم کے ارکان اور ستون توڑ ڈالے ہیں۔

الا للّٰہ ماجنت المنایا ❁ بشرح بین مصل ابن ماجہ

موت نے ابن ماجہ کو ہم سے چھپا کر زیادتی کی ہے اس کی فریاد بس اللہ ہی سے ہے۔

فمن یرجی لعلم اولحفظ ❁ بشرح بین مثل ابن ماجہ

اب علم اور حفظ کے باب میں کس سے توقع کی جائے کہ وہ ابن ماکہ کی سی شرح کر سکے۔

اباعبدالالٰہ مفیت فرداً ❁ وماخلفت مثلک یاابن ماجہ

اے ابوعبداللہ! تم اپنے دور میں یگانہ اور منفرد تھے اور تم نے اپنے بعد اپنی نظیر نہیں چھوڑی۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بعض مرثیوں کے اشعار حافظ ابن حجر نے بھی تہذیب التہذیب میں نقل فرمائے ہیں، بہر حال ان اشعار سے پتہ چلتا ہے، کہ امام ابن ماجہ اپنے دور کی محبوب اور ہر دل عزیز شخصیت تھے، اور قزوین میں ان کے لیے بے حد خلوص اور احترام پایا جاتا ہے۔

سنن ابن ماجہ کی خصوصیت بیان کریں؟

(۱) امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں زیادہ تر ان احادیث کو روایت کیا ہے، جو کتب خمسہ میں موجود ہیں علامہ ابوالحسن سندھی لکھتے ہیں کہ امام ابن ماجہ اپنے اسلوب میں حضرت معاذ بن جبل کے تابع ہیں، کیوں کہ وہ بھی انہیں حدیث کی روایت کرتے ہیں، جو دوسرے صحابہ کے پاس موجود نہیں ہوتی تھیں، اور جس طرح حضرت معاذ کا یہ طریقہ کثرت افادہ کے لیے تھا اسی طرح امام ابن ماجہ نے بھیز یادتی افادہ کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا اور اپنے اسلوب کو قائم رکھنے کے لیے انہوں نے اسانید کی صحت اور قوت کی طرف چنداں التفات نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ سنن ابن ماجہ میں ضعیف الاسناد روایات بکثرت موجود ہیں۔

(۲) سنن ابن ماجہ میں ایک اہم انفرادیت اور خصوصیت یہ ہے کہ امام ابن ماجہ اپنی سنن میں کوئی حدیث مکرر نہیں لائے اور یہ وہ خوبی ہے، جو بقیہ کتب اصول میں سے کسی اور کتاب میں موجو نہیں ہے۔

(۳) زیادہ تر اس کتاب میں مسائل اور احکام کے متعلق احادیث ہیں، فضائل اور مناقب کے متعلق احادیث کتاب میں نہیں لائی گئیں۔

(ج) سنن ابن ماجہ کا صحاح ستہ میں اعتبار:

پانچوی صدی کے اخیر تک صحاء کی بنیادی کتب میں صرف پانچ کتابوں کا شمار ہوتا تھا، بعد میں حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی متوفی ۵۰۷ھ نے اپنی کتاب شروط الائمۃ الالستۃ میں ابن ماجہ کی شروط سے بحث کی اور اس کو بھی بنیادی کتابوں کے ساتھ لاحق

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کر کے صحاح کی اصل چھ کتابوں کو قرار دیا، اس دور میں حافظ ابن طاہر کے معاصر محدث رزین بن معاویہ مالکی متوفی ۵۲۵ھ نے اپنی کتاب التجرید للصحاح والسنن میں کتب خمسہ کے ساتھ سنن ابن ماجہ کی جگہ موطا امام مالکؒ کو لاحق کر دیا اس کے بعد یہ اختلاف رہا کہ صحاح ستہ کی چھٹی کتاب موطا امام مالکؒ ہے یا سنن ابن ماجہ، عام مغاربہ موطا کو ترجیح دیتے تھے، اور مشارقہ سنن ابن ماجہ کو فوقیت دیتے تھے، لیکن متاخرین نے بہر حال سنن ابن ماجہ کے حق میں اتفاق کر لیا اور اب غالب اکثریت اسی طرف ہے، صحاح ستہ کی چھٹی کتاب سنن ابن ماجہ ہی ہے۔

۲-ابن ماجہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَخُذُوهُ، وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا.

(الف) مذکورہ حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) تشریح کریں؟

(ج) حدیث شریف میں ''امرتکم'' کا مصداق متعین کریں؟

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا، ارشاد فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس چیز کا میں حکم کروں اس کو پکڑ لو اور جس سے تم کو روک دوں اس سے باز رہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) تشریح کریں؟

یہ حدیث شریف قرآن کی آیت ''وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا '' سے ماخوذ ہے اور یہ آیت اگرچہ مال فئی کے متعلق نازل ہوئی مگر الفاظ آیت عام ہیں اس لیے صرف اموال کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام شرعی احکام اس آیت کے ذیل میں داخل ہیں، لہذا جناب رسول اللہ علیہ وسلم جب کوئی مال یا کوئی حکم کسی کو دیں تو اسے فوراً لے لینا چاہیے اور حکم کے مطابق عمل کے واسطے تیار ہو جانا چاہیے، اور جن چیزوں سے منع کریں ان سے بلاچوں چرا رک جانا چاہیے اس لیے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہم گنہگاروں کے لیے منبع ہدایت ہے، جو فلاح و بہبودی کے لیے ضامن ہے، آپ کی سنت جو ایک قانون الٰہی اور شریعت ہے اس پر عمل کرنا واجب اور ضروری ہے، قرآن کریم نے ہمیں حکم دیا ہے، کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ زندگی کو اپنائیں اور اسے اپنی زندگیوں میں لانے کی کوشش کریں، چناں چہ ارشاد خداوندی ہے ''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ واليوم الآخر وذكر الله كثيراً '' تمہارے لیے رسول اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم واجب الاطاعت ہے، اسی طرح جن امور سے منع فرمایا ان سے رکنا بھی واجب ہے اور ان کا کرنا دنیا و آخرت میں حرمان سعادت کا باعث ہے، تو حدیث شریف میں تمام اوامر پر بجا آوری کا حکم اور تمام نواہی اور منکرات سے بچنے کی تاکید ہے۔

(ج) حدیث شریف میں ''امرتکم'' کا مصداق متعین کریں؟

حدیث پاک میں ''امرتکم'' کے مصداق دو ہو سکتے ہیں (۱) ''ماامرتکم'' کو بالکل عام مانا جائے اس صورت میں وجوب، ندب اباحت وغیرہ تمام کو شامل ہوگا (۲) اور

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

دوسری صورت یہ ہیکہ امر سے امر اصطلاحی مراد لیا جائے یعنی وجوب پر محمول کیا جائے اس لیے کہ امر مطلق خالی عن القرائن احناف کے نزدیک وجوب کے لیے ہوتا ہے، اور قرائن کے وقت حسب قرائن امر کے معنی وجوب، ندب اباحت وغیرہ میں سے کسی کو متعین کریں گے، اور حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک امر مطلق خالی عن القرائن ندب یا اباحت پر محمول ہوتا ہے۔

۳-ابن ماجہ

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ سُمَيْعٍ قَالَ :حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَفْطَسُ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُرَشِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ نَذْكُرُ الْفَقْرَ وَنَتَخَوَّفُهُ، فَقَالَ الْفَقْرَ تَخَافُونَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتُصَبَّنَّ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا صَبًّا، حَتَّى لَا يُزِيغَ قَلْبَ أَحَدِكُمْ إِزَاغَةً إِلَّا هِيَهْ، وَايْمُ اللَّهِ، لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ"قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ :صَدَقَ وَاللَّهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :تَرَكَنَا وَاللَّهِ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ".

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) تشریح کریں؟

(ج) مذکورہ حدیث کا تعلق باب اتباع السنۃ سے کس طرح ہے، نیز یہ بھی بتائیں کہ "وایم اللہ لقد ترکتکم") کا ماقبل سے کیا تعلق ہے؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الجواب

(الف) عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: حضرت ابودرداءؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ ہم لوگ تنگ دستی کا تذکرہ کررہے تھے، اور فقر وفاقہ سے ہم لوگ ڈر رہے تھے (ہماری اس حالت کو دیکھ کر) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم فقر وفاقہ سے خوف کررہے ہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے (عنقریب ایک زمانہ آئیگا کہ) تم پر دنیا کی ایسی ریل پیل ہوگی کہ دنیا کے علاوہ کوئی چیز تمہارے قلوب کو مائل نہ کرسکے گی (دنیاوی ومادی منفعت کے بغیر کوئی کام نہ کرسکوگے) خدا کی قسم میں نے تم کو ایک روشن (اسلامی، دینی) ماحول میں چھوڑا کہ جس کے شب وروز یکساں ہیں۔ حضرت ابودرداءؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل سچ کہا خدا کی قسم آپ علیہ السلام نے ہمیں ایسے ماحول میں چھوڑا جس کے رات دن بالکل برابر ہیں۔

(ب) تشریح:

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرات صحابۂ کرامؓ فقر وفاقہ کے متعلق آپس میں تذکرہ کررہے تھے، اور محتاجگی (وزبوں حالی) سے خوف کھارہے تھے، کیوں کہ ''کاد الفقر ان یکون کفراً'' فقر وتنگ دستی انسان کو بسا اوقات کفر تک پہنچادیتی ہے، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فقر وفاقہ سے پناہ بھی مانگتے تھے، تو صحابہ کرامؓ آپس میں اس کا تذکرہ کررہے تھے دریں اثنا حضور

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے اور ہم لوگوں کی یہ حالت دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ کیا تم فقر وفاقہ سے ڈر رہے ہو، اور اس کا تذکرہ کر رہے، ہو، سواس سے ڈرنے کے بجائے کثرت مال اور دولت کی ریل پیل سے ڈرنا چاہیے کیوں کہ کثرت مال اور دولت کی افراتفری فقر وفاقہ سے زیادہ مضر اور نقصان دہ ہے، چناں چہ حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ ''ان لکل امة فتنة امتی المال

ہر امت کے لیے ایک آزمائش تھی اور میری امت کی آزمائش مال کی فراوانی ہے، جب دولت کی ریل پیل ہوتی ہے، تو انسان دولت کے نشہ میں خدا کو بسا اوقات بھول جاتا ہے، اور ذکر الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے، دوسروں پر ظلم وزیادتی اور تکبر کرنے لگتا ہے، اور یہ سمجھ بیٹھتا ہے، کہ ہم جیسا کوئی نہیں، اسی لیے قرآن کریم نے والا دو اموال کو فتنے سے تعبیر کیا ہے ''انما اموالکم اولادکم فتنه '' اس لیے تمہیں فقر وفاقہ سے خوف کرنے کے بجائے کثرت مال سے خوف کرنا چاہیے، کیوں کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے ، کہ دنیا کی تم پر ریل پیل ہو جائے گی، اور جاہ ومنصب، دولت وثروت سے تم کو اس قدر نوازا جائے گا کہ کوئی زکاۃ وصدقات لینے والا نہ رہے گا اموالِ زکاۃ وصدقات لیے پھروگے مگر کوئی لینے کو تیار نہ ہوگا، اس وقت تمارے قلوب کو دنیا کے علاوہ کوئی چیز مائل نہ کر سکتے گی، ایک حدیث میں فرمایا گیا۔

''قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فوالله لاالفقر اخشی علیکم ولکن اخشی علیکم أن تبسط علیکم الدنیا کما بسطت علی من کان قبلکم فتنافسوها کماتنافسوها وتهلککم کمااهلکتهم''.

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بخدا میں تم لوگوں پر فقر کا اندیشہ نہیں کرتا ہوں مگر ہاں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تمہارے اوپر دنیا بچھادی جائے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر بچھادی گئی تھی، پھر تم اس کے چکر میں پڑ جاؤ جس طرح وہ چکر میں پڑے پھر تم ہلاک کر دیئے جاؤ جیسا کہ وہ ہلاک کر دیئے گئے۔

(ج) مذکورہ حدیث کا تعلق باب اتباع السنۃ سے کسی طرح ہے، نیز یہ بھی بتائیں کہ ''وایم اللہ لقد ترکتکم'' کا ماقبل سے کیا تعلق ہے؟

''وایم لقد ترکتکم'' اس جملہ کا ماقبل سے تعلق یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی روشن تعلیمات سے مال کی کثرت فقر کی کثرت اور ان دونوں کے فوائد ونقصانات سے متعلق تمام احکامات کی وضاحت کردی ہے، اور حضرت صحابہ کرامؓ کے سامنے ایسی روشن تعلیمات، ایسے پاکیزہ احکام اور ایسا نمونہ چھوڑا جو زہد وقناعت، فقر وفاقہ اور دولت وثروت پر مشتمل ہے، اس میں ہر فرد بشر، امیر وغریب، فقیر ومسکین کے لیے ایک عظیم علمی نمونہ ہے اب جو شخص جس حالت میں بھی ہو اس کے احکام، سیرت نبوی اور عہد رسالت سے اخذ کرسکتا ہے۔

۴- ابن ماجہ

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ،قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ،قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَلْقَمَةَ نَصْرُ بْنُ عَلْقَمَةَ،عَنْ عُمَيْرِ بْنِ الْأَسْوَدِ،وَكَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ،عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي قَوَّامَةٌ عَلَى أَمْرِ اللَّهِ لَا يَضُرُّهَا مَنْ خَالَفَهَا

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ حدیث میں آپؐ نے کس بات کی طرف اشارہ کیا ہے؟ نیز یہ بتائیں کہ اس جماعت کی خصوصیات کیا ہے جو ہمیشہ اس روئے زمین پر رہے گی؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج) حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے طائفۃ کا مصداق اہل حدیث قرار دیا ہے اہل حدیث سے کیا مراد ہے؟ نیز اس سلسلے میں شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ الحنبلی کا کیا کہنا ہے تحریر کریں؟

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں ہر وقت ایک ایسی جماعت باقی رہے گی، جو اللہ کے احکام پر قائم رہے گی مخالفین ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔

(ب) مذکورہ حدیث میں آپؐ نے کس بات کی طرف اشارہ کیا ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہمیشہ ایک ایسی جماعت اس روئے زمین پر رہ گی جنہیں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کے نتیجہ میں تائید ایزدی حاصل رہے گی اور نصرت خداوندی اس کے ساتھ ہر وقت شامل حال رہے گی اتباع سنت خلوص وللہیت اور غیبی مدد کی وجہ سے ان کی شان یہ ہوگی کہ ان سے اعراض کرنے والے اور جماعت حق کے مخالفین ان کو ہر طرح سے ایزا رسانی کی کوشش کریں گے مگر اپنی اس کوشش میں وہ کامیاب نہیں ہوسکیں گے لاکھ حربہ استعمال کریں گے مگر قیامت تک انہیں گزند نہیں پہنچا سکیں گے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا نہیں سکیں گے۔

اس جماعت کی تین خصوصیات ہوں گی۔

(اول) تفقہ فی الدین دین ''میں سمجھ بوجھ حاصل کرے گی اور علوم اسلامیہ مسائل شرعیہ میں گہرائی وگیرائی حاصل کرے گی۔

(دوم) قتال عن الحق اعلاء کلمۃ اللہ کے واسطے دشمن اسلام سے قتال کرے گی۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج) حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے طائفہ کا مصداق اہل حدیث قرار دیا...:

(ج) بعض غیر مقلدین اس حدیث کو لے کر آنکھ میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہیں جو درست نہیں ہے کیونکہ غیر مقلدین کی پیدائش ہندو پاک میں ١٢٤٦ھ میں ہوئی اس سے قبل ہندو پاک میں اس فرقہ کا نام ونشان نہیں تھا اور امام احمد ابن حنبلؒ نے طائفہ کا جو مصداق اہل حدیث قرار دیا اس سے مراد اہل حدیث بالرائے ہیں، اس زمانہ میں دو الگ الگ اصطلاح رائج تھیں، اول اصحاب الحدیث یا اہل حدیث اور اس سے مراد وہ لوگ ہوتے تھے، جو حدیث کے حفظ وفہم اور اس کے اتباع و پیروی کے نیک جذبات سے سرشار ہوں اور اصحاب الحدیث یا اہل حدیث کا جو معنی غیر مقلدین کی طرف سے سمجھا اور سمجھایا جارہا ہے کہ ترک تقلید ہے سو فیصد چناں چہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ الحنبلی لکھتے ہیں۔

٥-ابن ماجہ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ،قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَّ خَطًّا،وَخَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَمِينِه،وَخَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَسَارِهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ فِي الْخَطِّ الْأَوْسَطِ،فَقَالَ هٰذَا سَبِيلُ اللّٰهِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) ''فخط خطين عن يمينه الخ'' سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا سمجھانا چاہتے ہیں؟ تحریر کریں؟

(ج) ہر جماعت اور ہر فرقہ کہتا ہے کہ ہم جس دین پر قائم ہیں وہی صراط مستقیم ہے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

صراطِ مستقیم پہچاننے کا طریقہ کیا ہے تحریر کریں؟ ایک حدیث میں ہے اختلاف امتی رحمۃ" اس سے معلوم ہوتا ہیکہ اختلاف کوئی بری چیز نہیں ہے، جبکہ "وعتصموا بحبل اللہ جمیعا وتفرقوا" سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف وافتراق شرعاً ممنوع ہے آپ اس تعارض کو دفع کریں؟

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکیر کھینچی پھر دو لکیریں اپنے دائیں جانب اور دو لکیریں اپنے بائیں جانب کھینچیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ درمیان والے خط پر رکھا اور فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے، پھر اس کے بعد اس آیت کی تلاوت فرمائی "وان ھذا صراطی مستقیما ......الخ" بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے پس اس کی اتباع کرو اور مختلف راستوں کی اتباع مت کرو ورنہ وہ تمہیں میرے راستے سے بھٹکا دیں گے۔

(ب) "فخط خطین عن یمینه" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو صراط مستقیم کے مفہوم کو سمجھانے کے لیے ایک سیدھی لکیر کھینچی اس کے بعد دو لکیریں دائیں جانب اور دو لکیریں بائیں جانب کھینچیں اور درمیان والی لکیر پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا کہ یہی صراط مستقیم ہے، اور یہی معتدل شاہراہ ہے اور دائیں بائیں جانب کی لکیروں سے افراط وتفریط وغلو کی وضاحت فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وعقائد، اخلاق واعمال اور اوامر ونواہی ایک واضح اور معتدل دین ہے، نہ ان میں افراط ہے اور نہ ہی تفریط بلکہ متعدل دین ہے، اسی لیے اس دین اسلام کے ماننے والوں کو امت وسط کے لقب سے قرآن کریم نے ذکر کیا "وکذلک جعلنا کم امة وسطا" تو حدیث شریف میں بطور مثال خط وسط کھینچ کر صراط مستقیم کی وضاحت فرمائی گئی ہے، اور دائیں بائیں لکیریں کھینچ کر افراط وتفریط کی جانب اشارہ کیا گیا ہے، اور

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

یہ حقیقت ہے کہ جس جماعت اور جس امت میں افراط وتفریط پیدا ہو جائے تو اس کے لیے راہ راست پر رہنا نہایت مشکل ہو جاتا ہے جیسا کہ جبریہ نے افراط سے کام لیا مسئلہ قدر میں غلو کیا تو بندہ کو مجبور محض قرار دے دیا، قدریہ نے اس میں غلو کیا تو بندہ کو قادر مطلق قرار دے دیا اور مسئلہ قدر کا انکار کر بیٹھے الغرض جتنے بھی فرقے رونما ہوئے اسی افراط وتفریط کا نتیجہ ہے، لہٰذا صحیح روش وہی ہے جو اتباع سنت کی ہے۔

(ج) صراط مستقیم پہچاننے کی کسوٹی اور معیار خود سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین فرمادیا ہے، چناں چہ ایک حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، اور وہ سب کے سب دوزخ میں جائیں گے، سوائے ایک فرقہ کے صحابہؓ نے سوال کیا کہ وہ کون سا فرقہ خوش قسمت ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنے فرمایا "ما انا علیہ واصحابی (۲)

جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر چلے گی وہ جماعت جنت میں جائے گی، جس نے میری سنت پر ٹھیک ٹھیک عمل کیا اور بدعت سے دور رہا اور اعتقاد وعمل دونوں درست ہیں وہی ناجی ہیں باقی سب ناری ہیں، لہٰذا جو جماعت اس معیار پر اترے گی، وہ ناجی ہوگی، چاہے جو بھی ہو۔

حضرت مفتی شفیع صاحبؒ دیوبندی ثم الباکستانی لکھتے ہیں۔

وہ اختلاف جس کو قرآن میں عذاب الٰہی اور رحمت خداوندی سے محروم فرمایا گیا ہے وہ ہے جو اصول وعقائد میں ہو، یا نفسانی اغراض وہویٰ کی وجہ سے ہو، اس میں وہ اختلاف رائے داخل نہیں، جو قرآن وسنت کے بتلائے ہوئے اصول اجتہاد کے ماتحت فروعی مسائل میں فقہاء امت کے اندر قرن اول سے صحابہؓ وتابعینؒ کے درمیان ہوتا چلا آرہا ہے، جس میں فریقین کی حجت قرآن وسنت واجماع ہے، اور ہر ایک کی نیت قرآن وسنت کے احکام کی تعمیل ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

۶-ابن ماجہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ أَنْ يُصَلِّينَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ ابْنٌ لَهُ إِنَّا لَنَمْنَعُهُنَّ، فَقَالَ فَغَضِبَ غَضَبًا شَدِيدًا، وَقَالَ: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وتقولُ: إِنَّا لَنَمْنَعُهُنَّ؟..

(الف) مذکروہ عبارت کو اعراب سے مزین کر کے ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ حدیث کا مطلب بیان کریں۔

(ج) مذکورہ حدیث اور اس جیسی اور حدیثیں ہیں جیسے "لاتمنعوا نسائکم المساجد" "لاتمنعوا النساء حظوطهن من المساجد اذااستاذنکم" ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہیکہ عورتوں کو مسجد سے نہیں روکا جائیگا، بلکہ انہیں کھلے عام مساجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دی جائیگی ان حدیثوں علاوہ بہت ساری حدیثیں ہیں، جو صراحۃ دلالت کرتی ہیں، کہ عورتوں کو مسجد میں جانا ممنوع ہے، بظاہر دونوں حدیثوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے، اسلئے آپ تعارض کو دفع کریں۔

الجواب

(الف) **ترجمہ**: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی بندیوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے مت روکو اس پر ان کے لڑکے نے کہا میں تو ضرور روکوں گا راوی کا کہنا ہے اس پر عبداللہ بن عمر سخت غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ میں رسول اللہ کی حدیث تجھ سے بیان

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کرتا ہوں اور تو کہتا ہے، میں ضرور منع کروں گا تو (یہ جرأت کیسی؟)

(ب) تشریح: ''لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ أَنْ يُصَلِّينَ فِي الْمَسْجِدِ'' عبداللہ ابن عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان فرمائی کہ عورتوں کو مسجد میں جانے سے مت روکو اس پر ان کے لڑکے بلال نے کہا کہ ہم تو ضرور منع کریں گے، تو عبداللہؓ غضب وغصہ سے بھڑک اٹھے اور فرمانے لگے کہ میں تمہارے سامنے اللہ کے رسول کی حدیث بیان کرر ہا ہوں اور تم اس کی مخالفت کرتے ہو کہ ہم ضرور منع کریں گے، حالاں کہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے سامنے تم اپنا سر خم کردیتے مگر تم نہایت دلیری سے کہتے ہو کہ ہم تو ضرور منع کریں اس سے باز آجاؤ عورتوں کو مسجد جانے کی اجازت دے دو۔

(ج) اہل علم خوب جانتے ہیں کہ عہد رسالت میں عورتوں کے لیے مسجد میں جانے کی اجازت میں یہ فائدہ مضمر تھا کہ عورتیں مسجد میں حاضر ہوکر نماز پڑھنی سیکھیں، اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال اور نقل وحرکت کو دیکھیں اس لیے مردوں کو حکم ہوا کہ مسجد میں آنے سے نہ روکیں نیز وہ زمانہ خیر القرون کا تھا فتنوں کا دور دورہ نہیں تھا، اس لیے اجازت تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب فتنے شروع ہوئے تو حضرت عائشہ نے فرمایا۔

لو ادرک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل.

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں کو پالیتے جو آج کل عورتوں نے ایجاد کر رکھی ہیں تو انہیں ضرور مسجدوں سے روک دیا جاتا جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

نماز جو اندرونی کمرہ میں ہے، وہ بیرونی کمرے کی نماز سے بہتر ہے اور بیرونی کمرے کی نماز صحن کی نماز سے بہتر ہے گھر کے صحن کی نماز گھر کے باہر کی نماز سے بہتر ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ حدیثیں دونوں طرح کی ہیں تو کس پر عمل کیا جائے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن حدیثوں سے خروج نساء کا جواز معلوم ہوتا ہے وہ محمول ہیں، زمانہ خیر پر اور جن حدیثوں سے خروج نساء الی المساجد کا عدم جواز معلوم ہوتا ہے وہ اس صورت پر محمول ہے، کہ جب حالات خراب ہوں فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں روکا جائے گا، لہذا دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں۔

۷-ابن ماجہ

عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ قَبِيصَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ الْأَنْصَارِيَّ النَّقِيبَ، صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَزَا مَعَ مُعَاوِيَةَ أَرْضَ الرُّومِ، فَنَظَرَ إِلَى النَّاسِ وَهُمْ يَتَبَايَعُونَ كِسَرَ الذَّهَبِ بِالدَّنَانِيرِ، وَكِسَرَ الْفِضَّةِ بِالدَّرَاهِمِ، فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ تَأْكُلُونَ الرِّبَا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَبْتَاعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ، إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، لَا زِيَادَةَ بَيْنَهُمَا وَلَا نَظِرَةً فَقَالَ: لَهُ مُعَاوِيَةُ يَا أَبَا الْوَلِيدِ، لَا أَرَى الرِّبَا فِي هَذَا، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ نَظِرَةٍ، فَقَالَ عُبَادَةُ: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتُحَدِّثُنِي عَنْ رَأْيِكَ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ حدیث کا مطلب بیان کریں۔

(ج) علت ربا کے متعلق ائمہ کے مذاہب تحریر کریں؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الجواب

(الف) **ترجمہ**: حضرت ابوقبیصہ روایت کرتے ہیں، کہ حضرت عبادہ بن صامت انصاریؓ جو اپنی قوم کے سردار اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں، حضرت معاویہؓ کے ساتھ بلاد روم (جہاد کے لیے گئے) تو وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ سونے کے ٹکڑے کو دینار کے بدلے میں خرید تے ہیں، اور چاندی کے ٹکڑے کو دراہم کے بدلے میں خرید تے ہیں حضرت عبادہ بن صامتؓ نے فرمایا اے لوگوں تم سود کھاتے ہوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہوئے سنا ہے، کہ سونے کی سونے کے بدلے میں خرید وفروخت مت کرو مگر برابر سرابر ان میں کوئی زیادتی یا کمی نہ ہو اور نہ ادھار ہو یہ سن کر معاویہؓ نے ان سے کہا اے ابوالیداس میں ربا میری سمجھ میں نہیں آتا مگر ہاں جس میں ادھار کا معاملہ ہو، حضرت عبادہؓ نے فرمایا کہ میں تم سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرر ہا ہوں اور تم مجھ سے اپنی رائے بیان کرتے ہو۔

(ب) وهم يتبايعون كسر الذهب بالدنانير الخ: جب حضرت عبادہ بن صامتؓ حضرت امیر معاویہ کے ہمراہ جہاد کے لیے بلاد روم گئے تو وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ لوگ سونا چاندی کے ٹکڑوں کو دنانیر ودراہم کے عوض میں خرید وفروخت کرتے ہیں جواز روئے شرع ربا ہے جو کہ حرام ہے چناں چہ حضرت عبادہؓ نے ان لوگوں کو سودی کاروبار کرنے سے روکا اور ایک حدیث سنائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کو سونے کے بدلے میں کمی زیادتی کے ساتھ خرید وفروحت کرنے سے منع فرمایا اور اداھار بیع سے بھی منع فرمایا، حضرت امیر معاویہؓ نے اس پر حضرت عبادہؓ سے کہا اس میں میری سمجھ کے مطابق ربا نہیں ہونا چاہئے، حضرت عبادہؓ نے فرمایا کہ میں نے تم سے حدیث بیان کی ہے، اور تم اپنا قیاس پیش کرتے ہو تمہیں تو حدیث کے سامنے سرخم کر دینا چاہیے چہ جائے کہ تم معارضہ کرتے ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج) علت ربا کے متعلق ائمہ کے مذاہب:

جمہور کے نزدیک ربا معلول بعلت ہے، مگر ربا کی علت کے استخراج میں علماء کا اختلاف ہے، حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک ربا کی علت کیل مع الجنس ہے، اور سونے چاندی میں وزن مع الجنس ہے، لہذا جو چیز موزونی ہے، جیسے تانبا پیتل لوہا وغیرہ اس کو باہم جنس کے ساتھ کمی زیادتی کے ساتھ فروخت کرنا حرام ہوگا، اسی طرح جو چیز ناپ کر فروخت کی جاتی ہے، خواہ کچھ بھی ہو اس کو بھی کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا ناجائز ہوگا، امام شافعیؒ کے نزدیک ربا کی علت سونا چاندی میں ثمنیت ہے، لہذا جو چیزیں شرعاً ثمن شمار نہیں ہوتی، جیسے لوہا پیتل تانبا اس کی بیع کمی زیادتی کے ساتھ حرام نہ ہوگی اور بقیہ چار چیزوں میں ان کے یہاں علت طعم ہے، لہذا جس کے اندر بھی طعم کے معنی موجود ہوں گے اس میں امام شافعیؒ کے نزدیک ربا ہوگا، خواہ اس کو تلذذ کے طور پر یا تفکہ یا غذا کے طور پر استعمال کیا جاتا ہو امام مالکؒ کے نزدیک علت ربا اقتیات اور ادخار ہے، لہذا جن چیزوں کو بطور قوت استعمال کیا جاتا ہے، اور ذخیرہ اندوزی کی جاتی ہے، ان میں ربا متحقق ہوگا، کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ بر (گندم) کے ذریعہ قوت پر متنبہ کیا، کیوں کہ لوگ اس کو بطور روزی استعمال کرتے ہیں، اور ثمر سے اشارہ ادخار کی طرف فرمایا ہے، حضرت امام احمد ابن حنبلؒ اور امام شافعیؒ کے قول قدیم کے مطابق علت ربا اشیاء اربعہ میں مطعوم ہونا ہے اور سونے اور چاندی میں علت ربا وزن اور مکیل ہونا ہے۔

۸- ابن ماجہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَحَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

السَّرِیُّ قَالَ :حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ لِرَجُلٍ يَا ابْنَ أَخِي، إِذَا حَدَّثْتُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا، فَلَا تَضْرِبْ لَهُ الْأَمْثَالَ..

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) تشریح کریں؟

(ج) امام ابن ماجہ نے اس حدیث کو یہاں کیوں کیوں ذکر فرمایا؟
نیز یہ بھی تحریر کریں کہ باب اور حدیث میں کیا مناسب ہے۔

الجواب

(الف) **ترجمہ**: حضرت ابوسلمہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ ایک شخص سے فرما رہے تھے، بھتیجے جب میں کوئی حدیث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تم سے بیان کروں تو تم مقابلہ میں مثال مت بیان کرو، ابوالحسن (ابن ماجہ کے راوی) نے بھی عمرو بن مرہ کی روایت میں حضرت علیؓ کی حدیث کے مثل بیان فرمایا۔

(ب) **تشریح**: فلا تضرب له الامثال :حضرت ابو ہریرہؓ کا یہ ارشاد پاک اس وقت کا ہے جب آپ نے ایک صحابی عبداللہ بن عباسؓ سے یہ فرمایا تھا کہ مما مست النار سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، جس سے ابن عباسؓ نے یہ سمجھا کہ شاید نقض وضوء کی علت حرارت ہے، لہذا آپ کے ارشاد کے مطابق گرم پانی سے وضوء ٹوٹ جانا چاہیے اور گرم پانی کے استعمال کے بعد دوبارہ وضوء کرنا چاہیے، تو حضرت ابو ہریرہؓ نے ابن عباس سے فرمایا کہ بھتیجے جب میں تم سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں تو تم قیاس ونظائر مت پیش کیا کرو چوں کہ یہ چیزیں احترام حدیث کے خلاف ہیں۔

(ج) امام ابن ماجہؒ نے اس حدیث کو لا کر اشارہ کر دیا کہ آدمی کے سامنے جب

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کوئی حدیث بیان کی جائے تو وہ اپنی عقل کی بات نہ لائے نظائر و مثال بیان نہ کرے کیونکہ یہ احترام حدیث اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی تعظیم کے خلاف ہے، تو حدیث میں "یاابن اخی اذاحدثتک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاتضرب لہ الامثال" ہی ترجمۃ الباب ہے۔

۹- ابن ماجہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ الْبَطِينُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ مَا أَخْطَأَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ عَشِيَّةَ خَمِيسٍ إِلَّا أَتَيْتُهُ فِيهِ، قَالَ فَمَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ بِشَيْءٍ قَطُّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ عَشِيَّةٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَنَكَسَ قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ، فَهُوَ قَائِمٌ مُحَلَّلَةً، أَزْرَارُ قَمِيصِهِ، قَدِ اغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ، وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ قَالَ أَوْ دُونَ ذَلِكَ، أَوْ فَوْقَ ذَلِكَ، أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ، أَوْ شَبِيهًا بِذَلِكَ..

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ حدیث کا کیا مطلب ہے؟ نیز یہ بھی تحریر کریں کہ صحابہ کرامؓ حدیث بیان کرنے میں بہت محتاط کیوں تھے؟

(الف) **ترجمہ**: حضرت عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے یہاں ہر جمعرات کی شام کو حاضر ہوتا تھا، اس میں کبھی ناغہ نہ ہوا، میں نے ان کو کبھی یہ کہتے نہیں سنا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک دفعہ کا واقعہ ہے، کہ آپ کہنے لگے، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی رسول

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی) عمرو بن میمون کہتے ہیں، کہ ابن مسعودؓ نے یہ کہ کر سر جھکا لیا، راوی کہتے ہیں، کہ پھر میں نے ان کو دیکھا کہ کھڑے تھے (اور ان کے کرتے کی گھنڈیاں کھلی ہوئیں تھیں) ان کی آنکھیں ڈبڈبائی، اور گردن کی رگیں پھولی ہوئی تھیں، اور کہہ رہے تھے، کہ آیا اس سے کم یا اس سے زائد یا اس کے قریب یا اس کے مشابہ۔

(ب) **تشریح**: ما اخطانی ابن مسعود عشیة خمسین الخ: اس جملے کا مطلب ہے کہ حضرت عمرابن میمون عبداللہ ابن مسعودؓ کی مجلس میں ہر جمعرات کو حاضر ہوتے تھے، کبھی غیر حاضری نہیں کرتے تھے، ان سے مسائل شرعیہ معلوم فرماتے تھے، مگر حضرت عمرو بن میمون فرماتے ہیں، کہ عبداللہ ابن مسعودؓ کو میں نے اس دوران یہ کبھی کہتے نہیں سنا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا اس درجہ کثرت تحدیث اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی بات منسوب کرنے میں احتیاط سے کام لیتے تھے، اس درجہ خوف کرتے تھے، کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رسول کی طرف غلط بات منسوب ہو جائے، اسی غایت درجہ کی احتیاط کی بنیاد پر انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی لیکن عمرو بن میمون ایک دن کا واقعہ نقل کرتے ہیں، کہ عبداللہ ابن مسعودؓ کی زبان سے یہ کلمہ نکل گیا، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے فرمایا پھر تو ان پر خوف و ہراس کا ہمالیہ ٹوٹ پڑا اور سر کو جھکا لیا، عمرو بن میمون کہتے ہیں، کہ میں نے ان کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں، کہ عبداللہ ابن مسعودؓ کھڑے ہیں ان کے کرتے کی گھنڈیاں کھلی ہوئی ہیں آنکھیں اشکبار ہیں آنسو سے ڈبڈبائی، ہوئی ہیں، اور گردن کی رگیں پھولی ہوئیں ہیں، اسی حالت میں فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کم بیان کیا یا اس سے زائد بیان کیا یا قریب قریب اسی طرح بیان کیا یا اسی کے مشابہ بیان کیا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الغرض صحابہ کرامؓ روایت حدیث کے سلسلہ میں نہایت محتاط تھے، اس شدت احتیاط کی وجہ سے حدیث بیان کرنے والوں سے شہادتیں طلب کرتے تھے، قسمیں لیا کرتے تھے، تب کہیں جا کر تصدیق کیا کرتے تھے۔

۱۰-ابن ماجہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ قُلْنَا لِزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَبِرْنَا وَنَسِيْنَا وَالْحَدِيْثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيْدٌ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُوْلُ جَالَسْتُ ابْنَ عُمَرَ سَنَةً فَمَا سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا.

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): مذکورہ حدیث شریف کی تشریح کریں؟

(ج): روایت بالمعنیٰ جائز ہے یا نہیں؟ مع دلائل تحریر کریں؛ نیز رجالِ حدیث تحریر کریں؟

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائیے، اس پر زید

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بن ارقم نے کہا کہ ہم بوڑھے ہو گئے اور بھول گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنے کا معاملہ سخت ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی سفر روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام شعبی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مجلس میں ایک سال شریک رہا مگر کبھی میں نے ان کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے نہیں سنا۔

(ب): مذکورہ حدیث شریف کی تشریح:

حدیث شریف کا مطلب و مقصد بالکل آفتاب نیم روز کی طرح ظاہر ہے کہ بر بنائے شدت احتیاط حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت حدیث سے پہلو تہی کر رہے ہیں بوڑھاپے اور نسیان کا عذر پیش کر رہے ہیں اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو سمجھا رہے ہیں کہ میرا قوت حافظہ درازئ عمر کی وجہ سے مضمحل ہو چکا، نسیان کی بیماری لاحق ہو گئی اس حالت میں حدیث بیان نہیں کر سکتا، یہاں آ کر ایک مسئلہ کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت انس بن مالک کا أو کما قال علیہ الصلاۃ و السلام کہنا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فوق ذالک أو دون ذالک أو قریبا کہنا اس بات کی جانب مشیر ہے کہ زبان نبوت سے نکلے ہوئے الفاظ من وعن بسا اوقات صحابہ نہیں ادا کر پاتے تھے بلکہ روایت بالمعنیٰ کرتے تھے۔

دوسری حدیث شریف کی تشریح خود واضح ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت حدیث سے حتی الامکان بچتے تھے حتیٰ کہ سال سال تک اپنی زبان سے کوئی حدیث بیان نہیں کرتے تھے کہیں کوئی غلط بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ ہو جائے، لہٰذا حدیث بیان کرنے میں دلیری اور جرأت سے کام نہ لینا چاہیے بلکہ اپنے مآل کو سوچ لینا چاہیے اس کے بعد بیان کرنا چاہیے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج): روایت بالمعنیٰ جائز ہے یا نہیں؟ مع دلائل:

اس کے متعلق یہ جاننا چاہیے کہ روایت بالمعنیٰ ائمہ اربعہ، حضرات فقہاء رضی اللہ عنہم، اور بعض محدثین کے یہاں جائز ہے بشرطیکہ مضمون میں کسی طرح سے بھی نقص پیدا نہ ہو اور اسی طرح کسی بھی حیثیت سے روایت بالمعنیٰ کے وقت زیادتی بھی نہ ہو بلکہ ترجمہ جلا وخفا میں اصل کے ہی مطابق ہو۔

بعض علماء کرام رحمہم اللہ روایت بالمعنیٰ کے عدمِ جواز کے قائل ہیں مگر مختلف دلائل کی روشنی میں قائلین جواز ہی کا قول صحیح ہے۔ اب ہم ذیل میں روایت بالمعنیٰ کے جواز پر پانچ دلیلیں ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

دلیل اوّل:

احکامِ شرعیہ، تعلیماتِ نبویہ کی تشریح وتوضیح غیر عربی میں کرنے کی شرعاً اجازت دی گئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ دنیا کی بے شمار زبانوں میں مسائل، فضائل، احکام، اخلاق اور تعلیمات کے متعلق اسلامی کتب موجود ہیں تو جب غیر عربی شرح کی اجازت ہو سکتی ہے تو عربی زبان میں روایت بالمعنیٰ کی اجازت بدرجہ اولیٰ ہوگی۔

دلیل ثانی:

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ایک ہی واقعہ کو ایک ہی قصہ کو جو ایک ہی مجلس میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جاری ہوا، سنا اور اس کو مختلف الفاظ میں نقل کیا اور اس پر کسی نے بھی ردوقدح اور جرح نہیں کی ہے جو جواز کی دلیل ہے اگر روایت بالمعنیٰ کا جواز نہ ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہرگز روایت بالمعنیٰ نہ کرتے اور اگر بالفرض والمحال کرتے بھی تو دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فوراً اس کی داروگیر کرتے اور

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

روکتے؛ مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روایت بالمعنیٰ کرتے تھے پھر بھی کسی نے نکیر نہیں کی جو جواز کی بین دلیل ہے۔

دلیل ثالث:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے: واِذا اصبتم المعنی فلابأس (اگر تم مضمون کو صحیح طور پر ادا کر دو تو کوئی مضائقہ نہیں) بھی روایت بالمعنیٰ کے جواز کی دلیل ہے۔

دلیل رابع:

عمرو بن میمون والی روایت جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فوق ذٰلک او دون ذٰلک او قریبا من ذٰلک او شبیھا بذٰلک بھی جواز کی دلیل ہے؛ کیونکہ ان جملوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے وقت زبان نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلے ہوئے الفاظ کی رعایت نہ کر سکے تھے بلکہ بالمعنیٰ بیان کر دیا تھا اس لیے اس طرح فرما رہے ہیں، معلوم ہوا کہ روایت بالمعنیٰ جائز ہے ورنہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ جرأت نہ کرتے۔

دلیل خامس:

ہر ذی علم اور صاحبِ علم وفن سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو حدیثیں نقل کی ہیں اس کی کتابت وتدوین باضابطہ طور سے نہیں ہوئی تھی بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں سن کر یاد کرتے تھے اور حتی الوسع بلفظہٖ یاد کرتے تھے اور اسے ذہنی طور پر محفوظ کر لیتے تھے پھر ایک طویل زمانہ کے بعد کتابتِ حدیث شروع ہوئی تو ظاہر ہے اس میں کسی نہ کسی حیثیت سے بعض الفاظ میں فرق آئے گا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی طرح لکھا جو جواز

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کی دلیل ہے۔ واضح رہے کہ اس دلیل سے حدیث سے بے اعتمادی ظاہر کرنا گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں؛ کیونکہ عربوں کے غیرِ معمولی حافظہ کی داستانیں تاریخ کے صفحات میں آج بھی موجود ہیں پس اس دلیل کو حدیث سے بے اعتمادی کی دلیل نہ بنایا جائے۔

الغرض بوقتِ ضرورت جب بلفظہ یاد نہ ہو بلکہ صرف اس کے معانی ومفاہیم یاد ہوں تو روایت بالمعنیٰ کی اجازت ہے اور روایت بالمعنیٰ کرنا درست ہے؛ کیونکہ ارشادِ ربانی ہے ﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ مگر جس کو الفاظ بعینہٖ یاد ہوں تو اس کے لیے روایت بالمعنیٰ جائز نہیں۔

رجالِ حدیث:

عبدالرحمٰن بن مہدی بن حسان العنبری نہایت ہی ثقہ اور اسماء الرجال اور حدیث کے ماہر تھے امام ابن المدینی فرماتے ہیں کہ اس سے زیادہ علم والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ الانصاری المدنی ثم الکوفی ثقہ راوی ہیں۔ زید بن ارقم بن قیس الانصاری الخزرجی مشہور صحابی رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لیے سورۂ منافقین نازل فرمادی تھی۔

محمد بن عبداللہ بن نمیر الہذلی نام ہے کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے، ثقہ اور حافظ میں ان کا شمار ہے۔ ابوالنضر: کنیت ہے نام ان کا اسحاق بن ابراہیم بن یزید ہے دمشق کے رہنے والے تھے صدوق ہیں بلاسند ان کی تضعیف کی گئی ہے۔ عبداللہ بن ابی السفر الثوری الکوفی ثقہ ہیں مروان کے دورِ خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔

۱۱- ابن ماجہ

حَدَّثَنَا أَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ وَإِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالُوْا حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ سَمَاكٍ عَنْ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ.

(الف): حدیث بالا پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): "فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ" کی تشریح کریں؛ نیز حدیث شریف کا مصداق ومفہوم تحریر کریں؟

(ج): رجالِ حدیث تحریر کریں؟

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میرے بارے میں جان بوجھ کر جھوٹ بولے تو چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

(ب): "فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ" کی تشریح:

بعض علماء نے فلیتبوأ کی تشریح فلینزل سے کی ہے اور بعض نے فلیتخذ منزله من النار سے کی ہے امام خطابی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فلیتبوأ أمباۃ الابل سے ماخوذ ہے أي اعطانها پھر کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ دعا بلفظ امر ہے یعنی بوأه الله ذالک اور کچھ کا کہنا ہے کہ یہ امر خبر ہے جس کے معنیٰ استوجب ذالک کے ہوں گے یعنی اس نے کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بول کر اپنے اوپر جہنم واجب کر لی ہے اور خبر ہونا ہی زیادہ اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے؛ کیونکہ بعض روایتوں میں بنی له بیت في النار کا لفظ ہے جو صراحتاً خبر ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حدیث شریف کا مصداق ومفہوم:

امام نووی شارح مسلم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حدیث شریف کا مفہوم ومصداق یہ ہے کہ کذب علی النبی اتنا بڑا سنگین گناہ ہے اگر ایسے شخص کو بدلہ دیا جائے تو یقیناً اس کا بدلہ جہنم ہی ہے؛ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے معاف فرمادیں یہ بھی ممکن ہے بلکہ متوقع ہے، لہٰذا واضع حدیث کے بارے میں قطعی طور پر دخولِ نار کا فیصلہ کرنا غلط اور کم علمی کی دلیل ہوگی، ایسے ہی دیگر اہلِ کبائر کے متعلق جو وعیدیں آئی ہیں ان کے بارے میں بھی حتمی طور پر دخولِ جہنم کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا ہے ہاں جو کفر وشرک کی حالت میں مرگیا اور اس کا کفر وشرک پر مرنا یقینی ہے تو دخولِ نار کا فیصلہ کرسکتے ہیں جیسے ابوجہل اور ابولہب وغیرہ اور اگر واضع حدیث یا کسی بھی مرتکبِ کبائر کو دخولِ نار کی سزا دی گئی تو یہ دائمی سزا نہ ہوگی بلکہ اپنے بُرے اعمال اور کالے کرتوت کی سزا بھگتنے کے بعد جہنم سے ضرور خلاصی ہوگی بشرطیکہ ایمان پر موت ہوئی ہو۔

(ج): رجالِ حدیث:

سوید بن سعید بن سہل الہروی کنیت ابومحمد ہے آپ صدوق راوی ہیں اس نام کے ایک راوی اور ہیں۔ عبداللہ بن عامر بن زرارۃ الحضرمی الکوفی صدوق راوی ہیں آپ کی کنیت ابومحمد ہے۔ اسماعیل بن موسیٰ الفزاری کنیت ابومحمد یا ابواسحاق ہے آپ کوفہ کے باشندے تھے آپ صدوق راوی ہیں۔ سماک نام سے فن اسماء الرجال میں پانچ نام حافظ نے ذکر کیے ہیں: (۱) سماک بن حرب بن ابوسف بن خالد الذہلی صدوق ہیں (۲) سماک بن سلمۃ الضبی ثقہ ہیں (۳) سماک بن عطیہ البصری ثقہ ہیں (۴) سماک بن فضل الخولانی ثقہ ہیں (۵) سماک بن الولید الحنفی الکوفی ہیں۔ عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود الہذلی الکوفی ثقہ ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

۱۲-ابن ماجہ

حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ وَأَبِي صَخْرَةَ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ مَالِيَ لَاأَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أَسْمَعُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَفُلَانًا وَفُلَانًا قَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أُفَارِقْهُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلٰكِنِّي سَمِعْتُ كَلِمَةً يَقُوْلُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

(الف): حدیث شریف پراعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): تشریح کریں؟

(ج): رجالِ حدیث تحریر کریں؟ نیز مذکورہ حدیث کس باب کے تحت ہے تحریر کریں؟

الجواب

(الف): عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ہم نے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیابات ہے کہ میں آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنتا ہوں جس طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور فلاں فلاں سے سنتا ہوں تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نہیں چھوڑی؛ لیکن میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بات کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر کذب بولے گا پس چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب): تشریح:

اما إني لم افارقه: حضرت زبیر نے فرمایا کہ میرے حدیث نہ بیان کرنے کی وجہ یہ نہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار نہیں کی، بلکہ میں تو جب سے حلقۂ اسلام اور دامنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہوا ہوں، اس وقت سے کبھی مفارقت اختیار نہیں کی ہے؛ لیکن ہاں میں نے اپنی مصاحبت کے دوران حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ایک کلمہ سنا تھا، کہ جو شخص محمد پر جھوٹ بولے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اس لیے میں روایت کم بیان کرتا ہوں اور احتیاط برتتا ہوں تا کہ کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہیں سرزد نہ ہو جائے۔

(ج): رجالِ حدیث:

غندر: علاّمہ نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ غندر محمد بن جعفر الہذلی کا لقب ہے یہ لقب ابن جریج نے ان کو دیا تھا، غندر ثقہ راوی ہیں مسلم میں ان کی روایت موجود ہے۔

جامع بن الشداد المحاربی: کنیب ابوصخرہ ہے ثقہ راوی ہیں۔

عامر بن عبداللہ بن زبیر العوام الاسدی: کنیت ابوالحارث ہے، آپ نہایت ثقہ راوی اور عبادت گزار تھے۔

مذکورہ حدیث کس باب کے تحت ذکر کی گئی ہے؟

مذکورہ حدیث "باب تغليظ في تعمد الكذب علىٰ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم" کے تحت ذکر کی گئی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

۱۴۳-ابن ماجہ

حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّي حَدِيثًا وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ.

(الف): عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب): تشریح کریں۔

(ج): رجالِ حدیث تحریر کریں۔

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری جانب سے کوئی بات بیان کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ بات جھوٹ ہے تو ایسا شخص دو جھوٹوں میں سے ایک ہے۔

(ب): تشریح:

یری: شیخ محی الدین النووی نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کو بضم الیاء اور بفتح الیاء دونوں طرح پڑھا جاتا ہے، مگر جب معروف یــری پڑھیں گے تو اس صورت میں یہ یعلم کے معنیٰ میں ہوگا اور افعالِ قلوب میں سے ہوگا جو علم ویقین کے معنیٰ دیتا ہے بعض علماء نے اسی قرأت کو اختیار کیا ہے اور یــری بضم الیاء بصیغہ مجہول پڑھا جائے تو اس صورت میں یہ یظن کے معنیٰ میں ہوگا اور یہ مطلق افعال میں سے ہوگا بہر حال اس کو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بصیغہ معروف پڑھا جائے یا بصیغہ مجہول، مطلب یہ ہے کہ راوی روایت کو جھوٹ جانتے ہوئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرتا ہے یا روایت کے جھوٹی ہونے کا گمان ہے پھر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنے میں تاویل نہیں کرتا ہے تو وہ گنہگار ہوگا ورنہ نہیں یعنی روایت فی نفسہ جھوٹی ہے مگر راوی کو معلوم نہیں ہے پھر اسے روایت کر دیتا ہے تو اس صورت میں گنہگار نہ ہوگا۔

فهو أحد الكاذبين: الکاذبین کے اندر بھی دو قرأت علماءِ محدثین نے نقل کی ہیں: (۱) اس کو بکسر الیاء بفتح النون جمع پڑھا جائے قاضی عیاض نے بصیغہ جمع ہی اس کو پڑھا ہے اور یہی مشہور بھی ہے، اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا کہ جو شخص حدیث کو جھوٹی جانتے ہوئے روایت کرے وہ واضعین حدیث ہی کی طرح جھوٹوں میں کا ایک ہے اور گناہ میں دونوں شریک ہیں۔ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "المستخرج علىٰ صحيح مسلم" میں الکاذبین بفتح الیاء وکسر النون بصیغہ تثنیہ نقل کیا ہے اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا کہ جھوٹی روایت بیان کرنے والا دو جھوٹوں میں کا ایک ہے پہلا وہ شخص جس نے یہ حدیث بنائی ہے اور دوسرا وہ راوی ہے جو اس جھوٹ کو فروغ دے رہا ہے۔ مگر حتمی طور پر کسی ایک صیغہ کی تعیین نہیں کی جاسکتی ہے، کیونکہ ابونعیم نے مغیرہ والی روایت میں خود شک ظاہر کیا ہے کہ تثنیہ کا صیغہ ہے یا جمع کا۔ شارح مشکوۃ علاّمہ طیبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے: القلم أحد اللسانين والخال احد الابوين. حضرت شاہ عبدالغنی مجددی رحمہ اللہ انجاح الحاجہ علی ابن ماجہ میں ایک اور مفہوم نقل کیا ہے کہ کاذبین کے مصداق دو خاص اشخاص ہیں یعنی مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی، جو نبوت کے مدعی تھے، مگر اس زمانے کے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے کیفرِ کردار تک پہنچا دیا، تو اس راوی کو ان دونوں کے ساتھ تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں اپنے اوپر نزولِ وحی کے مدعی تھے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اور اس جھوٹے راوی نے بھی اپنی کذب بیانی اور دروغ گوئی میں غیر وحی کو وحی میں شامل کرنا چاہا۔

(ج): رجالِ حدیث:

علی بن ہاشم بن مرزوق الہاشمی الرازی: صدوق راوی ہیں دسویں طبقات میں سے ہیں۔

ابو لیلیٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابن اسہل الانصاری المدنی: ثقہ راوی ہیں چوتھے طبقات میں سے ہیں۔

واضح رہے کہ ابو لیلیٰ الانصاری جن کے والد کا نام عبدالرحمٰن ہے وہ صحابی ہیں، غزوۂ اُحد میں شریک ہوئے اور اس کے علاوہ دیگر غزوات میں بھی شریک رہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہدہ خلافت تک زندگی پائی ابو لیلیٰ الکندی تو ثقہ ہیں مگر ابو لیلیٰ الخراسانی مجہول راوی ہیں۔

۱۴-ابن ماجہ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيْرِ بْنِ ذَكْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَلَاءِ يَعْنِي: ابْنَ زُبَيْر، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي الْمُطَاعِ قَالَ سَمِعْتُ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ يَقُوْلُ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ فَقِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَظْتَ مَوْعِظَةَ مُوَدِّعٍ فَاعْهَدْ إِلَيْنَا بِعَهْدٍ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

شَدِيدًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَالْأُمُوْرَ الْمُحْدَثَاتِ فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب): مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین اور خلیفۃ المسلمین غلام بھی بن سکتا ہے، جبکہ دوسری حدیث میں ہے کہ خلیفۃ المسلمین قریش میں سے ہوگا آپ اس تعارض کو دفع کریں؟

(ج): "عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهتين" کی تشریح کریں؟

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت یحییٰ بن ابو مطاع نقل کرتے ہیں کہ میں نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر ہمیں ایک موثر نصیحت فرمائی جس سے قلوب گھبرا اُٹھے اور آنکھیں نمناک ہوگئیں، پس آپ سے کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ہم کو کسی رخصت کرنے والے اور الوداع کہنے والے کی طرح (سوز و گداز اور موثر انداز میں) وعظ فرمایا، لہٰذا آپ ہم سے کوئی عہد لے لیں آپ نے فرمایا کہ تم کو لازم ہے کہ اللہ سے ڈرو اور میری بات سنو اور اس کی اطاعت کرو خواہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اور عنقریب تم لوگ میرے بعد زبردست اختلاف دیکھو گے (تو اس وقت دیکھو) تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا اور اسے اپنی ڈاڑھوں سے مضبوط تھامنا اور تم دین میں ہر نو ایجاد چیز سے اجتناب کرنا اس لیے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب): مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین اور خلیفۃ المسلمین...:

اس کا جواب ملاّ علی قاری رحمہ اللہ نے مشکوۃ میں یہ دیا ہے کہ حدیث میں لوگوں کو امیر کی اطاعت پر اُبھار رہے ہیں یعنی اگر بالفرض والمحال کوئی بالکل ادنیٰ نسب وحسب والا آدمی تم پر حاکم بنادیا جائے تو اس کی اطاعت سے بھی گریز نہ کرنا بلکہ اس کی اطاعت کو بھی اپنے اوپر لازم جاننا، یہ مطلب نہیں کہ واقعتاً تم پر عبد حبشی امیر مقرر ہو جائے گا۔

دوسرا جواب ملاّ علی قاری رحمہ اللہ نے یہ دیا ہے کہ یہ بطورِ مثال ذکر کرنا ہے وقیل هٰذا وارد علٰی سبيل الحث والمبالغة علٰى طاعة الحكام لاالتحقيق وقيل ذكر علٰی سبيل المثل.

(ج): "عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهتين" کی تشریح:

خلفاءِ راشدین کے دو معنیٰ ہیں: عام اور خالص لغوی معنیٰ جس کے تحت وہ تمام افراد آجائیں کہ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ اور آپ کی حیاتِ طیبہ کو اپنے لیے مشعلِ ہدایت بنایا اور ان کی خلافت، خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہو اس تشریح کی وجہ سے خلفاءِ اربعہ کے علاوہ دیگر حضرات مثلاً ائمہ اربعہ مجتہدین یا ائمہ عادلین جیسے عمر بن عبدالعزیز وغیرہ بھی شامل ہو جائیں گے یہ بعض علماء کا قول ہے۔

دوسرے معنیٰ خاص اور اصطلاحی ہیں، مگر اس میں یہ اختلاف ہے کہ اس معنیٰ کے اعتبار سے کون کون خلفاء راشدین میں آتے ہیں؛ چنانچہ ملاّ علی قاری رحمہ اللہ، علاّمہ تورپشتی، صاحب مفتاح الحاجہ علاّمہ شیخ محمد علوی، علاّمہ سعدالدین تفتازانی، علاّمہ ادریس کاندھلوی اور جمہور علماء رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ خلفاء راشدین سے مراد خلفاء اربعہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں اور اسی ترتیب سے ہیں ان کے علاوہ کوئی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

دوسرا خلفاء راشدین میں نہیں آتا ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الخلافة بعدي ثلاثون سنة" کہ خلافت میرے بعد تیس سال ہوگی۔ اور یہ تیس سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر مکمل ہو چکے ہیں، اس لیے یہی چار خلفاء حدیث پاک میں مراد ہیں۔

شیخ عبدالغنی مجددی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی اس میں داخل ہے اور خلفاء سے خلفاءِ خمسہ مراد ہیں اور علماء کی ایک جماعت اس کی بھی قائل ہے؛ کیونکہ "الخلافة بعدي ثلاثون" کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بھی خلافت آتی ہے، اور ان کے عہد خلافت کو ملا کر ہی تیس سال پور ہوتے ہیں، اس لیے یہی قول اصح ہے کہ خلفاء سے خلفاءِ خمسہ مراد ہیں۔

یہاں یہ بات خوب واضح رہے کہ حدیث شریف کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس کے بعد خلفاء پیدا ہوں گے ہی نہیں، بلکہ ان حضرات کے بعد بھی خلفاء ہوں گے؛ چنانچہ حدیث شریف میں ہے: "یکون في امتي اثنا عشر خليفة" لہٰذا یہاں خاص طور پر خلفاءِ اربعہ یا خلفاءِ خمسہ کا ذکر کرنا ان کی عظمتِ شان، تصویب رائے اور ان کے تفوق مرتبہ کو بیان کرنا مقصود ہے، اسی وجہ سے راشدین مہدیین ان کی صفت لائے اور ان کی ثناخوانی فرمائی۔

۱۵- ابن ماجہ

حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ بِشْرِ بْنِ مَنْصُوْرٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ السَّوَّاقُ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ يَقُوْلُ وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مَوْعِظَةً ذَرَفَتْ مِنهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنهَا الْقُلُوْبُ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هٰذِهِ لَمَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَاتَعْهَدُ إِلَيْنَا قَالَ قَدْتَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لَايَزِيْغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّاهَالِكٌ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِمَاعَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَعَلَيْكُمْ بِالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّمَا الْمُؤْمِنُ كَالْجَمَلِ الْأَنِفِ حَيْثُ مَاقِيْدَ انْقَادَ.

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب): تسلی بخش تشریح کریں۔

(ج): ”فإنما المؤمن كالجهل الأنف حيث ماقيد انقاد“ سے کیا چاہا جا رہا ہے؟

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو سلمی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نصیحت فرمائی جس سے ہماری آنکھیں بہنے لگیں اور دل دہل گئے تو ہم لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ وعظ تو کسی رخصت کرنے والے کا سا معلوم ہوتا ہے تو آپ ہم سے کس بات کا عہد لیتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو ایک روشن ماحول میں چھوڑا ہے جس کی رات بھی دن ہی کی طرح روشن ہے اس سے صرف ہلاک ہونے والا شخص ہی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بھٹک سکے گا تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا تو وہ عنقریب زبردست بہت زیادہ اختلافات کو دیکھے گا (تو ایسے خطرناک اور ابتلاء کے وقت سلامتی اسی میں ہے کہ) تم میری واضح اور متعارف سنتوں اور خلفاءِ راشدین کی سنتوں پر مضبوطی سے جمے رہنا اور امیر کی اطاعت ضرور لازم پکڑ لینی چاہیے امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو (اطاعت اس پر اس لیے ضروری اور لازم ہے کہ) مؤمن نکیل والے اونٹ کی طرح ہے اس کو جس طرف لے چلو چل پڑتا ہے۔

(ب): تشریح العبارۃ:

تركتم على البيضاء ليلها كنهارها: حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے رسول مبعوث کیے گئے وہ سب کے سب کسی خاص قبیلہ کسی خاص قوم اور کسی مخصوص امت کے لیے مبعوث کیے گئے تھے، اس لیے اسی کے اعتبار سے اس کے لائے ہوئے دین کی تشریح وتوضیح بھی کی گئی؛ لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کسی خاص کنبے قبیلے کے لیے نہیں کی گئی، بلکہ آپ کی بعثت مبارکہ نسلِ انسانی کی اس پوری جماعت کے لیے کی گئی ہے، جو الیٰ یوم القیامۃ اس زمین پر جنم لے گی ارسلت إلى الناس كافة، اور آپ کا لایا ہوا دین اور احکامِ خداوندی پوری جماعتِ انسانیت کے لیے مشعلِ راہ ہے، اس لیے آپ کی شریعت کو اتنا محفوظ، اتنا جامع ومکمل اور اس کی ہر ہر شق کو اتنا واضح اور مشرح کر دیا گیا اور احکامِ ربانی کے تمام گوشوں کو ایسا اُجاگر کیا گیا اور آپ کے اُسوۂ حسنہ سے قانونِ الٰہی کی ایسی بین تفسیر کر دی گئی کہ اب اس میں کسی بھی طرح کا اجمال وخفا کا شائبہ بھی نہیں ہے اور دینِ اسلام کے تمام اُصول ومبادیات، علوم، معارف، رموز واشارات کی ایسی لگتی شرح کر دی گئی کہ ہر ذی عقل امن پسند اس کو قبول کیے بغیر نہ رہ سکے گا اور اب پیغمبر کا لایا ہوا دین اس قدر واضح ہو چکا ہے اس کی رات بھی دین ہی کی طرح اُجلی ہے کہ اس سے صرف وہی شقی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اور بدقسمت روگردانی کرے گا جس کی قسمت میں ہلاکت و بربادی مقدر ہو چکی ہے اور وہ روزِ اوّل سے محروم القسمت اور شقی ہے۔

(ج): "فإنما المؤمن كالجهل ..." سے کیا چاہا رہا ہے؟

فإنما المؤمن كالجمل الانف حيث ماقيد انقاد: اس سے مؤمن کامل کی شان اور اطاعت شعاری کو بتانا مقصود ہے کہ مؤمن کی شان تو یہ ہونی چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو اطاعتِ باری کے لیے سپرد کردے اور رضاءِ الٰہی جدھر لے چلے ادھر چلنے میں گریز نہ کرے، جس طرح اونٹ اپنی تواضع اور انکساری کی وجہ سے ہر کسی کے ہاتھ میں اطاعت شعار ہوتا ہے، جہاں چاہتا ہے لے چلتا ہے، نہ اسے اپنے جسم وجثہ کا خیال ہوتا ہے نہ ہی طاقت وتوانائی پر غرور۔ اس سے ایک لطیف اشارہ یہ ملتا ہے کہ جس طرح اونٹ دیگر سواری جانوروں کے خلاف ہر نشیب وفراز میں برابر منقاد ہوتا ہے اسی طرح مؤمن کو چاہیے کہ ہر خوشی وغم کے موقع پر اللہ تعالیٰ کا مطیع وفرماں بردار رہے۔

۱۶-ابن ماجہ

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَاخَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُولُ صَبَّحَكُمْ مَسَّاكُمْ وَيَقُولُ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرِنُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى ثُمَّ يَقُولُ أَمَّابَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْأُمُورِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلِّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكَانَ يَقُولُ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْضَيَاعًا فَعَلَيَّ وَإِلَيَّ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب): تشریح کریں؛ نیز ”بعثت انا والساعۃ کھاتین“ کے ذریعے کیا بیان کرنا چاہتے ہیں؟

(ج): ”من ترک مالا فلاھلہ ومن ترک دینا او ضیاعًا فعلي والي“ کا مطلب تحریر کریں۔

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تھے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں آواز بلند ہو جاتی اور غصہ اتنا سخت ہو جاتا، گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی لشکر کو ڈرا رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ دشمن کی فوج صبح آ پہنچی اور شام آ پہنچی اور فرماتے ہیں کہ مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا اور اپنی دونوں اُنگلیوں سبابہ اور وسطیٰ کو ملائے ہوئے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ اما بعد، بہترین اُمور اللہ کی کتاب ہے اور بہترین سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے اور بدترین اُمور دین میں کوئی نئی چیز پیدا کرنا ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور فرماتے ہیں کہ جس نے مال چھوڑا تو وہ اس کے اہل کے لیے اور جس نے قرض اور اولاد صغار چھوڑی تو قرض اور بچوں کی کفالت میرے ذمہ ہے۔

(ب): تشریح:

قولہ احمرت عیناہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وعظ فرماتے تھے تو آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں، آواز نہایت بلند ہوتی اور غصہ ایسا تیز ہوتا کہ معلوم ہوتا کہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

آپ کسی لشکر کو ڈرا رہے ہیں، اس کی علماء امت نے مختلف حکمتیں لکھی ہیں۔

(۱) مخاطب اور حاضرین کی غفلت و بے اعتنائی کرنے اور ان میں دینی جوش و خروش پیدا کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت بلیغ انداز میں تقریر فرماتے تھے جس کی وجہ سے آپ کی نگاہ مبارک سرخ ہوجاتی، آواز بلند ہوجاتی تا کہ لوگ خوب غور اور انہماک کے ساتھ آپ کی باتوں کو سنیں۔

(۲) دوسری حکمت علماء نے یہ لکھی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تشریف فرما ہوتے تھے تو دورانِ وعظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خوفِ الٰہی، خشیتِ باری کے آثار چھا جاتے تھے اور اعضائے جسم متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتے تھے اسی وجہ سے آپ کی آنکھیں بھی سرخ ہوجاتی تھیں۔

(۳) انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی حیثیت ترجمان کی سی ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو اس کے بندوں تک پہنچاتے ہیں اسی لیے جب آپ خطبہ دیتے تھے اوامر و نواہی، عذاب و بشارت وغیرہ مضامین کی وجہ سے اور خداوند قدوس کے قہر و جلال کے تصور کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک شان پیدا ہوجاتی تھی، جس کی وجہ سے چہرہ انور کا رنگ بدل جاتا تھا، آنکھیں سرخ ہوجاتیں اور لوگوں کو اس طرح خوف دلاتے، انہیں اس طرح ڈراتے کہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی لشکر اور فوج کو ڈرارہے ہیں کہ اب حالات اس قدر ناگفتہ بہ ہیں کہ نامعلوم کس وقت کیا ہوجائے، اس لیے تم کو ایسا کرنا ہے اور ایسا نہیں کرنا ہے، تمہارے ایمان کے دشمن تمہارے اوپر عنقریب حملہ آور ہوں گے اور تم اب صبح و شام خطرات کی زد میں ہو۔

"بعثت انا و الساعة کھاتین" سے کیا بیان کرنا چاہتے ہیں؟

بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ: اس کے ذریعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ نے قربِ قیامت کو بیان کیا کہ میرے اور قیامت کے درمیان بالکل اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا سبابہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اور وسطیٰ اُنگلیوں کے درمیان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہی قیامت کی سب سے بڑی نشانی ہے؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی اور کوئی رسول آنے والا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی امت آنے والی ہے، یہی امت قیامت تک رہے گی، حدیث شریف کھـــاتیـــن کے لفظ میں وجہ شبہ دو باتوں میں ہو سکتی ہے: (۱) مقارنت (۲) مقاربت۔ اگر تشبیہ مقارنت میں دینی مقصد ہو، تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان نہ تو کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی امت آئے گی، بلکہ وجود مبارک ہی قیامت کی نشانی ہے اور اگر تشبیہ مقاربت میں مقصود ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت بالکل قریب ہے اور میرے اور قیامت کے درمیان اتنا ہی مختصر فاصلہ ہے جتنا سبابہ اور وسطیٰ کے درمیان فاصلہ ہے اور یقرن بین أصبعیه کا جملہ غمازی کر رہا ہے کہ مقاربت ہی کے معنیٰ مراد لینا زیادہ راجح ہے۔

(ج): "من ترک مالاً فلاھلہ ومن ترک دینا او ضیاعًا فعلي والی":

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ضیاع "ض" کے فتحہ کے ساتھ عیال کے معنیٰ میں ہے، ابن قتیبہ نے کہا کہ یہ ضـاع یـضیع کا مصدر ہے اور اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے نہایت کم عمر اور کم سن اولاد چھوڑی ہے جس کو سہارے کی ضرورت ہو اس کے بغیر وہ ضائع ہو جائے۔

علاّمہ سیّد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی تقریباً یہی معنیٰ ہیں حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جس نے مرنے کے بعد مال و دولت چھوڑا وہ تو اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگا، مگر جس نے قرض لے کر وفات پائی، یا چھوٹے چھوٹے معصوم بچے چھوڑ کر انتقال کیا تو قرض کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور اس کے بچوں کی تربیت اور کفالت میرے ذمہ ہے یہ جملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رافت و شفقت اور سخاوت کی بے نظیر مثال ہے؛ لیکن یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

آیا مقروض کے مرنے کے بعد اگر اس کا کوئی مال نہ ہو تو اس کے قرض کی ادائیگی امیر المسلمین پر واجب ہے؟ یا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے؟ اس کے متعلق علماء کرام کی دو رائیں ہیں بعض علماء نے یہ کہا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی امیر المسلمین پر مسلمان میت کے قرض کی ادائیگی واجب نہیں ہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ جملہ قاضی اور امیر المسلمین پر واجب ہے کہ مسلمان میت کے قرض کی ادائیگی کا انتظام کرے۔

۱۷- ابن ماجہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنُ مَيْمُوْنِ الْمَدَنِيُّ أَبُوْعُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ، عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّمَاهُمَا اثْنَتَانِ، الْكَلَامُ وَالْهَدْيُ، فَأَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللّٰهِ، وَأَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، أَلَاوَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ، فَإِنَّ شَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، أَلَالَايَطُوْلَنَّ عَلَيْكُمُ الْأَمَدُ، فَتَقْسُوَ قُلُوْبُكُمْ، أَلَاإِنَّ مَاهُوَ آتٍ قَرِيْبٌ، وَإِنَّمَاالْبَعِيْدُ مَالَيْسَ بِآتٍ، أَلَاإِنَّمَاالشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ، وَالسَّعِيْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهٖ، أَلَاإِنَّ قِتَالَ الْمُؤْمِنِ كُفْرٌ وَسِبَابُهُ فُسُوْقٌ.

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): وإنما الشقی من شقی في بطن أمه الخ سے رسول کس مسئلہ کو بیان کرنا چاہتے ہیں؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج): مذکورہ حدیث اہلِ سنت والجماعت کے مذہب کے خلاف ہے اور فرقۂ خوارج کے مذہب کی تائید بھی ہوتی ہے، آپ اس حدیث کا جواب تحریر کریں۔

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (ہدایت کے راستے) صرف دو ہیں کلام اور سیرت پس بہترین کلام تو اللہ کا کلام ہے اور بہترین سیرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے، سنو اور بچو تم دین میں نئی بات ایجاد کرنے سے، اس لیے تمام چیزوں میں سب سے زیادہ قبیح چیز دین میں کوئی نئی چیز پیدا کرنا ہے اور دین میں ہر نو ایجاد شئی بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے اور سنو، خبردار تمہارے قلوب میں مدت زندگی طویل نہ ہو جائے اس لیے کہ پھر تمہارے قلوب سخت ہو جائیں گے سنو جو آنے والا ہے وہ قریب ہے اور بعید تو صرف وہی ہے جو آنے والا نہیں ہے، اور سنو، بدبخت وہ آدمی ہے جو اپنے بطن مادر ہی میں بدبخت رہا ہے اور نیک بخت وہ ہے جو غیروں سے نصیحت اور عبرت حاصل کرے اور سنو، قتل مومن کفر ہے اور اس کو گالی گلوچ دینا فسق ہے۔

(ب): وإنما الشقي من شقي في بطن أمه الخ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کس مسئلہ کو بیان کرنا چاہتے ہیں؟

وإنما الشقي من شقي في بطن امه الخ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے مسئلۂ تقدیر کو بیان کیا ہے کہ اصلی بدبخت وہ ہے جو بطنِ مادر ہی میں اس کی قسمت میں شقاوت لکھ دی گئی، اور بدقسمتی محرومی اس کے لیے مقدر بن چکی ہے، تو وہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ایمان کی دولت سے بہرہ ور نہیں ہوسکتا ہے اور اس کی شقاوت آخرت میں ظاہر ہوگی۔ مشکوۃ شریف میں حدیث ہے کہ ایک آدمی پوری زندگی اسلام پر قائم رہتا ہے، نیک اعمال کرتا ہے، مگر خاتمہ ایمان پر نہیں ہوتا ہے تو جہنم میں جائے گا۔ اور ایک دوسرا شخص جو پوری زندگی کفر وشرک ومعصیات ومنکرات اور فسق وفجور میں ڈوبا رہا ہے پوری زندگی کبھی لفظ اللہ کو زبان پر نہیں لایا مگر مرتے وقت کلمہ نصیب ہوگیا اور خاتمہ ایمان پر ہوا تو وہ شخص جنت میں جائے گا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شقاوت وبدبختی اصلاً آخرت کی شقاوت ہے اور سعادت وخوش قسمتی اصلاً آخرت کی سعادت ہے، دنیا کی سعادت کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اسی لیے فرمایا گیا العبرۃ بالخواتیم اعتبار خاتمہ کا ہے۔

(ج): حدیث کا جواب:

ان سوالوں کے جوابات علماء محدثین نے مختلف انداز سے دیے ہیں۔ اور مختلف پیرایوں میں اس کی گرہ کشی کی ہے، ہم ذیل میں کچھ نقل کرتے ہیں، علاّمہ نووی شارح مسلم نے چار جواب نقل کیے ہیں:

(۱) اگر مسلمان سے حلال سمجھ کر قتل وقتال کیا جائے اور مؤمن ہونے کی وجہ سے ضرب وحرب کا بازار گرم کیا جائے تو یقیناً کفر ہوگا، لیکن اس جواب پر علاّمہ عثمانی صاحبِ فتح الملہم نے نقد کرتے ہوئے کہا ہے کہ مسلمانوں کو حلال سمجھ کر گالی دینا بھی موجبِ کفر ہے، پھر قتال ہی کی کیا خصوصیت رہی، نیز پھر قتال اور سباب میں فرق ہی کیا رہا۔ اس لیے اس توجیہ میں جھول ہے۔

(۲) حدیث شریف میں کفر سے مراد حقیقی نہیں ہے جس سے آدمی ایمان سے نکل جاتا ہے بلکہ کفر سے مراد کفرانِ نعمت ہے، مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ قتال کرنے والے شخص نے اپنے جرم عظیم سے احسانِ الٰہی اور نعمتِ خداوندی کی ناشکری اور اسلامی اخوت وبھائی چارگی کے ساتھ کھلی بغاوت کی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۳) مسلمانوں کے ساتھ قتل وقتال کرنا یا کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا اس قدر شنیع اور قبیح فعل ہے کہ کفر کی حدود تک پہنچا ہوا ہے اور اس کی قباحت وشناعت کفر کی طرح ہے اور اس جواب کو الکوکب الدری میں اس طرح نقل کیا گیا ہے: الجواب عن القتال بالکفر لکونه أعظم الکبائر فإنه إذاقتل المسلم فقد کفر.

(۴) قتالِ مسلم کو فعل کفار سے تشبیہ دی گئی ہے، مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ قتل وقتال کرنا انہیں مارنا مسلمان کی شان نہیں ہے، بلکہ کافروں کی شان ہے۔

علّامہ عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں تشدید وتغلیظ کے طور پر قتل مومن کو کفر کہا گیا ہے اور اس کے گناہ کی سنگینی کو بتانا مقصود ہے، اس توضیح وتشریح کے بعد حدیث شریف نہ جمہور کے خلاف ہوگی اور نہ ہی خوارج کے مذہب کے لیے مؤید، بلکہ یہ حدیث جمہور کے عقیدے کے مطابق ہوگی۔

۱۸-ابن ماجہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَلَارَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْآيَةَ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْکَ الْکِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْکَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْکِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ إِلٰى قَوْلِهٖ وَمَايَذَّکَّرُ إِلَّاأُولُوا الْأَلْبَابِ فَقَالَ يَاعَائِشَةُ إِذَارَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْهِ فَهُمُ الَّذِيْنَ عَنَاهُمُ اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ.

(الف): مذکورہ حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب): "منه آيات محكمات هن أم الکتاب و آخر متشابهات" کی تسلی بخش تشریح کریں۔ (ج): محکمات ومتشابہات کے بارے میں اختلافِ ائمہ تحریر کریں؟ نیز یہ بھی تحریر کریں کہ حدیث شریف کا باب سے کیا تعلق ہے؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی هُوَ الَّذِي اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ إِلَى قَوْلِهِ وَمَايَذَّكَّرُ إِلَّاأُولُوا الْأَلْبَابِ. (وہی ہے جس نے اُتاری تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں ہیں محکم، یعنی ان کے معنیٰ واضح ہیں وہ اصل ہیں کتاب کی اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں یعنی جن کے معنیٰ معلوم یا معین نہیں۔ الی قولہ: سمجھانے سے وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ان میں جھگڑتے ہیں پس (سمجھو کہ) یہی لوگ ہیں جن کو آیت میں مراد لیا ہے تو تم ان سے بچتی رہو۔

(ب): منه آيات محكمات هن أم الكتاب و آخر متشابهات کی تشریح:

منه آيات محكمات هن أم الكتاب و أخر متشابهات: محکمات ان آیاتِ قرآنیہ کو کہتے ہیں کہ جن کی مراد ہر اس شخص پر بالکل واضح اور ظاہر ہو جو عربی قواعد کو اچھی طرح جاننے والا ہو اور آیاتِ متشابہات ان قرآنی آیتوں کو کہتے یں کہ جن کی مراد ایسے شخص پر ظاہر اور بین نہ ہو۔

علاّمہ سیّد محمود آلوسی رحمہ اللہ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ: **المحكمات واضحة المعنى ظاهر الدلالة محكمة العبارة محفوظة من الاحتمال والاشتباه.**

یعنی محکم آیتیں وہ ہیں جن کے معنیٰ بالکل واضح، دلالت بالکل ظاہر عبارت تمام اعتبارات سے بے گرد وغبار وار تمام احتمالات واشتباہات سے محفوظ ہوں۔ ملاّ علی قاری

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محکم کی تعریف دوسرے انداز سے کرتے ہیں: (آيات محكمات) وهي ماامن من احتمال التاويل. والمتشابه مابلغ في الخفاء غايته ولايرجى معرفته.

آیات محکمات وہ ہیں جو تاویل کے احتمال سے بالکل محفوظ ہوں اور متشابہ وہ آیات ہیں جو درجہ خفا میں بالکل آخری درجہ کو پہنچ گئی ہوں اب اس کی معرفت کی اُمید نہ ہو۔ محدث کبیر ابن حجر ہند علاّمہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ محکم اور متشابہ کی تعریف اس طرح کرتے ہیں: المحكم ماحكم مراده والمتشابه ماابهم مراده.

محکم آیات کو اللہ تعالیٰ نے ام الکتاب کہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ساری تعلیمات الٰہیہ اور احکامِ شرعیہ کا اصل اصول یہی آیات ہیں جن کے معانی بالکل صاف ستھرے اور التباس سے پاک ہیں۔ اب یہاں ایک اشکال ہوتا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ قرآنِ کریم کی کچھ آیات تو محکم ہیں اور کچھ آیات متشابہ ہیں حالانکہ قرآن کریم کے متعلق خود قرآن میں ہے۔

(ج): محکمات ومتشابہات کے بارے میں اختلافِ ائمہ:

امام نووی شارح مسلم لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کے محکمات ومتشابہات کے بارے میں علماء کے تین اقوال ہیں: جو درست نہیں ہیں:

(۱) حروف مقطعات کے علاوہ سب آیات محکم ہیں۔

(۲) راسخون فی العلم جس کے معانی جانتے ہیں وہ محکم ہیں بقیہ سب متشابہ۔

(۳) وعد ووعید اور حلال وحرام والی تمام آیتیں محکم اور قصص وامثال کی تمام آیتیں متشابہ ہیں۔

امام نووی ان تین قولوں کو باطل قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ محکم وہ آیتیں ہیں جو اس قدر واضح ہوں کہ ان میں اشکال واحتمال کی گنجائش ہی نہ ہو اور متشابہ وہ قرآنی آیات ہیں جن میں احتمال ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حدیث شریف کا باب سے کیا تعلق ہے؟

حدیث شریف کا بات سے تعلق یہ ہے کہ، یہ حدیث چونکہ بدعت اور جدال سے اجتناب کرنے کے متعلق ہے اور حدیث مذکور کے اندر بھی متشابہات کے متعلق کھود کرید کرنے والے کو اہلِ زائغ میں شمار کیا گیا ہے اور اس سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہے، لہٰذا اِذَارَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْہِ الَّذِیْنَ عَنَاھُمُ اللّٰہُ فَحْذَرُوْھُمْ ہی ترجمۃ الباب ہے۔

۱۹-ابن ماجہ

عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ سَلَّمَ لَایَقْبَلُ اللّٰہُ لِصَاحِبِ بِدْعَۃٍ صَوْمًا وَلَا صَلَاۃً وَلَاصَدَقَۃً وَلَاحَجًّا وَلَاعُمْرَۃً وَلَاجِھَادًا وَلَاصَرْفًا وَلَاعَدْلًا یَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَاتَخْرُجُ الشَّعْرَۃُ مِنَ الْعَجِیْنِ.

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب): لایقبل اللّٰہ لصاحب بدعۃ الخ کی تشریح کریں۔

(ج): حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ بدعتی اسلام سے نکل جاتا ہے، تو مذکورہ حدیث جمہور کے خلاف اور خوارج کی تائید میں ہوئی؟ آپ اس کا جواب تحریر کریں؟

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بدعتی آدمی کا نہ روزہ، نہ نماز، نہ صدقہ، نہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حج، نہ عمرہ، نہ جہاد اور نہ ہی کوئی عبادت قبول کرتے ہیں نہ فرض عبادت قبول کرتے ہیں اور نہ نفل عبادت وہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

(ب): لایقبل اللہ لصاحب بدعة الخ کی تشریح:

لایقبل اللہ لصاحب بدعة الخ: عدمِ قبولیت کے دو معنیٰ مراد لیے جاتے ہیں اگر بدعت سے بدعت اعتقادی مراد ہے نا کہ بدعتِ عملی تو ایسی صورت میں عدمِ قبولیت کا مطلب عدمِ اجابت ہے اور اگر بدعت سے مراد بدعتِ عملی ہے نہ کہ اعتقادی تو پھر عدمِ قبولیت کا مطلب عدمِ اصابت ہے، مگر یہاں حدیث کا دوسرا ٹکڑا یخرج من الإسلام کماتخرج الشعرة من العجین سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ یہاں عدمِ قبولیت کے معنیٰ عدمِ اجابت کے ہیں۔

(ج): حدیث شریف کا جواب:

علماء نے اسکے متعدد جوابات دیے ہیں:

(۱) اگر بدعتی اعمالِ بدعت حلال سمجھ کر کرے اور دیگر فرائض کی طرح اس کو بھی ایک فرض سمجھے تو یہ شخص اسلام سے نکل جائے گا اور حدیث اپنے حقیقی معنیٰ پر محمول ہوگی۔

(۲) بدعتی آدمی اعمالِ بدعت کرتے کرتے اس قدر جری ہو جاتا ہے کہ اب اس کے لیے اندیشہ ہے کہ کہیں اسلام سے نہ نکل جائے۔

(۳) بدعتی آدمی کو بدعات وخرافات بسا اوقات کفر کے غار میں لا گراتی ہیں اور آدمی اسلام سے نکل جاتا ہے اور اس کو احساس تک بھی نہیں ہوتا ہے۔

(۴) یہ حدیث تغلیظ وتشدید پر محمول ہے اور حدیث سے بدعت کی قباحت شناعت علی وجہ البصیرت اُجاگر کرنا مقصود ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

۲۰-ابن ماجہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهُ قَصْرٌ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ فِي وَسَطِهَا وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ بُنِيَ لَهُ فِي أَعْلَاهَا.

(الف): حدیث شریف پراعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب): حدیث شریف کی تسلی بخش تشریح کریں۔

(ج): حدیث شریف اور باب میں کیا مناسبت ہے؟ نیز رجالِ حدیث تحریر کریں۔

الجواب

(الف): عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس آدمی نے جھوٹ چھوڑ دیا جبکہ وہ باطل تھا تو اس کے لیے جنت کے پاس ایک محل بنایا جائے گا اور جس آدمی نے جھگڑا چھوڑ دیا جبکہ وہ حق پر تھا تو اس کے لیے جنت کے بیچ میں ایک محل بنایا جائے گا اور جس شخص نے اپنے اخلاق کو اچھا بنایا تو اس کے لیے جنت کے اوپر ایک محل بنایا جائے گا۔

(ب): حدیث شریف کی تشریح:

کذب بیانی فی نفسہ حرام ہے، مگر کبھی مجبوری کے وقت الفاظ توریہ استعمال کرنا جائز ہے یعنی ایسے الفاظ استعمال کرنا جو ذووجہین ہوں یعنی اس کے دو معنی ہوں اور متکلم اس لفظ کے معنی بعید مراد لے اور سامع معنی قریب مراد لے تو یہی توریہ ہے جو حقیقت

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

میں کذب نہیں ہے، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین موقعوں پر توریہ سے کام لیا ہے ایک اس وقت جب لوگوں نے بُت کدہ ساتھ جانے کے لیے کہا تھا تو آپ نے فرمایا "إني سقيم" میں بیمار ہوں یعنی روحانی بیماری میں مبتلا ہوں اور لوگوں نے جسمانی بیماری پر محمول کیا، دوسرے آپ حضرت سارہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت فرمارہے تھے اور ظالم بادشاہ راہ گیر مسافروں کی بیویوں سے زنا کرتا تھا، مگر ان کی بہن سے نہیں کرتا تھا، تو اس وقت جب ظالم بادشاہ نے دست درازی کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا "هٰذه أختي" یہ میری بہن ہے، یعنی دینی اور مذہبی بہن ہے۔ إنما المؤمنون اخوة. مگر اس نے سمجھا کہ نسبی بہن ہے۔ تیسرا جب آپ نے مشرکین کے بُت خانے میں جاکر ان کے معبودوں کو توڑ پھوڑ دیا تھا اور کلہاڑی بڑے بُت کے کندھے پر رکھ دی تھی اور لوگوں نے جب اپنے معبودوں کو کچھ اور ہی دیکھا تو سوال کیا: أأنت فعلت هٰذا بآلتهنا يا ابراهيم؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ بل فعلهٗ كبيرهم هٰذا یہ کام تو ان کے بڑوں ہی نے کیا ہے۔ یہ جملہ اسنادِ مجازی کے قبیل سے ہے جس طرح کہا جاتا ہے انبت الربيع البقل، موسمِ ربیع نے کھیتی اُگائی حالانکہ حقیقت میں کھیتی اُگانے والا اللہ ہے، یہاں بھی اس طرح ہے کہ بتوں نے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُبھارا تھا اسی لیے اسی کی طرف اسناد کردی گئی، گرچہ اس کام کو انجام دینے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

(ج): حدیث شریف اور باب میں کیا مناسبت ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کذب بیانی کے ترک پر جنت کا وعدہ فرمارہے ہیں اسی طرح جنگ و جدال چھوڑنے پر بھی جنت کا وعدہ فرمارہے ہیں، بدعتی آدمی بھی چونکہ جھوٹی چیز لوگوں میں گھڑ کر رائج کرتا ہے اور اس سے منع کرنے والوں سے مجادلہ کرتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص کذب چھوڑ دے گا اس کے لیے جنت

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے، اسی طرح جو جنگ وجدال ختم کردے گا اس کے لیے بھی جنت ہے، تو گویا اس طرح سے اجتناب بدعت پر اُبھار رہے ہیں تو گویا حدیث کے ہر جز سے ترجمۃ الباب ثابت ہے۔

رجالِ حدیث:

عبدالرحمٰن بن ابراہیم الدمشقی: ثقہ راوی اور حافظ حدیث ہیں۔ ہارون بن اسحاق بن محمد بن مالک الکوفی: اصطلاح محدثی میں صدوق ہیں۔ محمد بن اسماعیل بن مسلم بن ابی فدیک: کنیت ابواسماعیل، صدوق راوی ہیں۔ سلمہ بن وردان اللیثی: ضعیف راوی ہیں۔

۲۱-- ابن ماجہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَايَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ فَإِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا.

(الف): حدیث بالا کو اعراب سے مزین کر کے ترجمہ کریں؟

(ب): حدیث شریف کی تشریح کریں؟

(ج): قیاسِ لغوی واصطلاحی کی تعریف کریں؛ نیز یہ بھی تحریر کریں کہ صحتِ قیاس کی کتنی شرطیں ہیں تحریر کریں؟

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے دفعتاً واحدۃً نہیں اُٹھائے گا؛ لیکن اللہ تعالیٰ علماء کو موت دے کر علم کو اُٹھالے گا پھر جب کوئی عالم باقی (دنیا میں) نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے اور ان سے (مسئلہ مسائل کی باتیں) معلوم کریں گے تو جاہل پیشو بغیر علم کے فتویٰ صادر کریں گے پھر تو وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(ب): حدیث شریف کی تشریح:

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے ملّا علی قاری رحمہ اللہ صاحبِ مشکوٰۃ لکھتے ہیں کہ علم سے مراد کتاب وسنت اور اس کے متعلق تمام علوم وفنون ہیں (مثلاً علمِ فقہ، علمِ قرآن، علمِ تفسیر، علمِ اُصولِ فقہ، علمِ بلاغت، معانی، بدیع اور تمام علوم جو فہم کتاب و سنت میں مہمیز کا کام کرتے ہیں، داخل ہیں) قیامت کے قریب علم اُٹھالیا جائے گا مگر اُٹھانے کا انداز یہ نہیں ہوگا کہ رجعت قہقرئی کی طرح یکبارگی آناً فاناً علم ختم کردیا جائے گا؛ بلکہ اندازہ یہ ہوگا کہ وقت کے چیدہ چیدہ علماء اور علم وعمل میں یدطولیٰ رکھنے والے اکابر واسلاف کو رفتہ رفتہ موت دے کر علم کو اُٹھالیا جائے گا۔ یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ روئے زمین پر کوئی عالم باقی نہیں رہے گا، علماء تو بہت ہوں گے مگر علم کے تقاضوں پر عمل کرنے والے بہت کم ہوں گے، ہر عالم جاہلوں ہی کی طرح اپنی خواہشات کی رو میں بہہ رہا ہوگا، تو اس وقت لوگ جاہلوں کو اپنا راہنما، مفتی، قاضی، خلیفہ، امام اور شیخ بنالیں گے اور مسائلِ شرعیہ ان سے دریافت کریں گے تو یہ اپنے جہل کی وجہ سے غلط فتویٰ صادر کریں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے بعد خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہی کے غار میں ڈالیں گے۔ امام نووی رحمہ اللہ شارح مسلم اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دؤوسـ ہمزہ کے ضمہ اور تنوین کے ساتھ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

رأس کی جمع ہے، امام مسلم رحمہ اللہ نے جو روایت ذکر کی ہے اس میں رؤوساء مد کے ساتھ ہے، حافظ نے بھی فتح الباری میں بفتح الہمزہ والمد تخریج کی ہے، دونوں درست نہیں، ثانی صورت میں یہ رئیس کی جمع ہوگی مولانا ساجد صاحب مرتب کشف الحاجہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے علومِ دین کے حصول کی ترغیب کی طرف لطیف اشارہ ملتا ہے۔ اس حدیث پاک سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ناخواندہ اور جاہل آدمی دین کے مسائل نہ بتائیں کوئی شرعی حکم لوگوں کے سامنے بیان نہ کریں ورنہ خود بھی گمراہی کے دل دل میں پھنسیں گے اور دوسروں کو بھی ضلالت و گمراہی کے دلدل میں پھنسائیں گے۔

(ج): قیاسِ لغوی واصطلاحی کی تعریف کریں:

قیاس کے لغوی معنیٰ:

قاس یقیس. (ض) قیاسًا: اندازہ کرنا جیسے کہ کہا جاتا ہے: قس النعل بالنعل اس جوتے کو اس کے مانند بنا دو۔

قیاس کے اصطلاحی معنیٰ:

قیاسِ شرعی فقہاء کی اصطلاح میں اس کو کہتے ہیں کہ منصوص علیہ مسائل کا حکم غیر منصوص علیہ مسائل کی طرف متعدی کرنا علت کے درمیان شرکت کی وجہ سے، یعنی دونوں مسئلوں میں علت واحدہ کی وجہ سے منصوص علیہ مسائل کا حکم غیر منصوص علیہ کی طرف متعدی کرنا۔ القیاس الشرعی هو ترتب الحكم في غير المنصوص عليه علىٰ معنى هو علة لذٰلک الحكم في المنصوص عليه.

صاحبِ حسامی قیاس اصطلاحی کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں: و الفقهاء إذا أخذوا حكم الفرع من الأصل سموا ذالک قياسًا لتقديرهم الفرع بالأصل في الحكم والعلة.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

صحتِ قیاس کی کتنی شرطیں ہیں؟

قیاس کے صحیح اور قابلِ اعتبار ہونے کے لیے علماءِ اُصول نے پانچ شرطیں لکھی ہیں، جن کی رعایت نہایت ہی ضروری ہے، اگر ان میں سے کوئی بھی شرط مفقود ہوگئی تو پھر وہ قیاس قابلِ قبول اور شرعاً حجت نہیں ہوگا۔

شرطِ اوّل:

ان لایکن فی مقابلة النص: یعنی قیاس نص شرعی کے مقابل نہ ہو مثال کے طور پر ایک اعرابی نے حضرت حسن بن زیاد سے قہقہہ کے متعلق سوال کیا کہ اس سے وضوء ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ حضرت حسن نے برملہ کہا کہ وضو ٹوٹ جائے گا اعرابی نے حضرت حسن کے جواب پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی شخص نماز کی حالت میں کسی پاک دامن عفیفہ عورت پر تہمت تراشی کرے تو یہ سنگین گناہ ہے پھر بھی وضو نہیں ٹوٹتا ہے، تو پھر قہقہہ فی الصلاۃ سے نقضِ وضو کیوں ہوجائے گا؟ یہ قیاس شرعاً معتبر نہیں ہے، بلکہ مردود ہے؛ کیونکہ قہقہہ سے نقضِ وضو کی روایت صراحت کے ساتھ موجود ہے، لہٰذا یہ قیاس نص کے مقابلہ میں ہوا جو درست نہیں ہے۔

شرطِ دوم:

لایتضمن تغیر حکم من احکام النص: قیاس سے نص کے احکام میں کسی طرح سے تغیر لازم نہ آتا ہو جیسے تیمّم پر قیاس کرتے ہوئے بابِ وضوء میں بھی نیت شرط قرار دینا آیتِ وضوءِ مطلق کو مقید کرنا لازم آئے گا، جو باطل ہے، اس لیے تیمّم پر قیاس کرکے وضو میں نیت کو لازم کرنا بھی مردود ہوگا۔

شرطِ سوم:

لایکون المعدی حکمًا لایعقل: جس حکم کا تعدیہ کیا جائے وہ غیر مدرک

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بالعقل نہ ہو مدرک بالعقل ہو جیسے کہ یہ کہنا کہ جس طرح خروجِ ریح سبب حدث ہے اور اس پر بنائے نماز صحیح ہے اسی طرح احتلام بھی ایک حدث ہے اس لیے احتمال کی صورت میں بھی بنائے صلاۃ جائز ہونی چاہیے، مگر اصل معدیٰ کی علت غیر معقول ہونے کی وجہ سے اس پر قیاس بھی مردود ہے۔

شرط چہارم:

یقع التعلیل لحکم شرعي لالامر لغوي: حکمِ شرعی کو معلوم کرنے کے لیے علت دریافت کی جائے نہ کہ امرِ لغوی کی تحقیق مقصود ہو۔ مثال کے طور پر کوئی اس طرح استدلال کرے کہ چور کو سارق اس لیے کہا جاتا ہے وہ خفیہ طریقہ سے دوسروں کا مال ہڑپ کرتا ہے۔ یہی معنیٰ تو نباش کفن چور میں بھی موجود ہے، لہٰذا اس کو سارق قرار دے کر قطعِ ید کیا جائے یہ قیاس لغوی معنیٰ کے اعتبار سے ہے، اس لیے مردود ہے۔

شرطِ پنجم:

لایکون الفرع منصوصًا علیه: جس مسئلہ کو از روئے قیاس ثابت کیا جائے وہ من جانب شرع علیہ السلام منصوص علیہ نہ ہو۔ اس لیے کہ جب مسئلہ کی نص موجود ہوگی تو قیاس کی ضرورت ہی نہیں رہی، مثلاً کفارہ قتل پر قیاس کرتے ہوئے کفارۂ ظہار اور کفارۂ یمین میں غلام کے مؤمن ہونے کی شرط لگانا عندالاحناف باطل ہے؛ کیونکہ فرع (مقیس) کے حکم کے متعلق خود نص موجود ہے۔

اگر قیاس کرتے وقت مذکورہ شرطوں کی مکمل رعایت کی گئی تو وہ قیاس شریعت میں مقبول ہی نہیں، بلکہ محمود بھی ہوگا اور اگر متعینہ شرائط اور حدود کو پار کر کے قیاس کیا جائے تو وہ قیاس مردود اور باطل ہوگا شرعی اعتبار سے ایسا قیاس مذموم ہوگا اور اسی قسم کی قیاس آرائیوں سے حدیث باب میں روکا گیا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

۲۲-ابن ماجہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمْ يَزَلْ أَمْرُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ مُعْتَدِلًا حَتّٰى نَشَأَ فِيْهِمُ الْمُوَلَّدُوْنَ أَبْنَاءُ سَبَايَا الْأُمَمِ فَقَالُوْا بِالرَّأْيِ فَضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا.

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): تشریح کریں؟

(ج): حدیث شریف اور باب میں کس طرح مطابقت ہے؟ نیز رجالِ حدیث تحریر کریں؟

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بنی اسرائیل کا حال ہمیشہ معتدل رہا یہاں تک کہ مغویہ عورتوں سے نسل کشی کرنے والے پیدا ہوئے چنانچہ انہوں نے خود اپنی رائے سے کہنا شروع کیا پس خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

(ب): تشریح:

بنی اسرائیل جب تک دین وشریعت کے سلسلہ میں علماءِ حق کے تابع اور پیرو رہے اور علماءِ دین کے بنائے ہوئے طریقہ کے مطابق ندگی گزارت رہے وہ اس وقت تک راہِ اعتدال اور دین پر قائم رہے ان سے غلطی نہیں ہوئی؛ لیکن جب انہوں نے آوارہ،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

گندی عورتوں سے نسل کشی کی اور ان سے نئی نسل کی بنیاد پڑی تو یہیں سے ان میں اور معاشرے میں فسادات پیدا ہونے شروع ہوگئے اور ان کی نحوست کی وجہ سے علوم و معارف اخلاص و عمل اور انوار و برکات رخصت ہونے لگے، جاہل قسم کے لوگوں نے رائے زنی، قیاس بلا دلیل جاہلانہ آراء سے معاشرے کو خراب کرنا شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

(ج): حدیث شریف اور باب میں کس طرح مطابقت ہے؟

حدیث شریف اور باب میں مناسبت اِس طرح ہے کہ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اِس حدیث شریف کو ترجمۃ الباب کے تحت ذکر کرکے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ مسلمانوں کو بنی اسرائیل کی تباہی و بربادی سے درسِ عبرت حاصل کرنا چاہیے اور منصوص اور غیر منصوص مسائل میں رائے زنی کرنے سے بچنا چاہیے، کیونکہ جس قوم میں رائے زنی اور قیاس آرائی آجاتی ہے وہ خود بھی گمراہ ہو جاتی ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتی ہے اس لیے اس سے بچتے رہنا چاہیے۔

نیز رجالِ حدیث:

عبدالرحمٰن بن عمرو بن الاوزاعی: زبردست ثقہ راوی ہیں۔ عبدۃ بن ابی لبابہ الاسدی: ثقہ راوی ہیں۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سعد بن سہم السہمیؓ: صحابی رسول ہیں۔

۲۳- ابن ماجہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّوْنَ أَوْسَبْعُوْنَ بَابًا أَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وَأَرْفَعُهَا قَوْلُ لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيْمَانِ.

(الف): حدیث شریف پراعراب لگا کرترجمہ کریں؟

(ب): ایمان کی تعریف اوراختلافِ ائمہ تحریر کریں؟

(ج): ایمان کی لغوی واصطلاحی تعریف کرتے ہوئے بتائیں کہ ایمان بسیط ہے یامرکب؟

الجواب

(الف): عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کے ساٹھ (شک راوی) یاستر دروازے ہیں اس کا ادنیٰ دروازہ راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے اورسب سے اعلیٰ دروازہ لا الٰہ الا اللہ ہے اورحیاءایمان کاایک شعبہ ہے۔

(ب): ایمان کی تعریف اوراختلافِ ائمہ:

ایمان کی لغوی تعریف:

آمن یومن افعال. ایمانًا ایمان امن سے ماخوذ ہےلغت میں ایمان کے معنیٰ تصدیق کے ہیں جیسا کہ باری تعالیٰ کاارشاد ہے: وماأنت بمؤمن لنا أي بمصدق لنا ایمان کوتصدیق کے معنیٰ میں اس لیےلیاہے کہ انسان نے جس کی بھی تصدیق کردی ہےاس کواپنی تکذیب سے مامون کردیا ایمان کبھی لازم استعمال ہوتاہےاورکبھی متعدی اگرلازم مستعمل ہوتواس کے معنیٰ وثوق واعتماد کے ہوں گےاورمتعدی مستعمل ہوتواس کی دوصورتیں ہیں: ایک یہ کہ متعدی باللام ہوتواس وقت ایمان اذعان اورانقیاد کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

معنیٰ میں ہوگا جیسے: وما أنت بمؤمن لنا وقال فرعون آمنتم له دوسرے یہ کہ متعدی بالباء ہوتو اس وقت ایمان کے معنیٰ تصدیق کے ہوں گے جیسے: یؤمنون بالغیب بہرحال اگر ایمان متعدی ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مصدِق نے مصدَق کو تکذیب ومخالفت سے بچالیا۔

ایمان کی اصطلاحی تعریف:

قاضی بیضاوی، حجۃ الاسلام امام غزالی، علآمہ سعدالدین تفتازانی، ملاّ علی قاری، امام ابوعبداللہ بن محمد اسماعیل الاصفہانی اور امام نووی رحمہم اللہ وغیرہ الفاظ کے قدر اختلاف کے ساتھ ایمان کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ: التصدیق بما علم بالضرورة أنه من دین محمد ﷺ کالتوحید والنبوة والبعث والجزاء یعنی ان تمام چیزوں کی قلب کی سچائی سے تصدیق کرنا جن کے متعلق بداہۃً محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں ہونا معلوم ہو جیسے توحید، نبوت، مرنے کے بعد اُٹھائے جانے اور اعمال کی جزاء وسزا یعنی اصطلاح میں ایمان ماجاء به النبي ﷺ کی قلب کی گہرائیوں سے تصدیق کرنے کا نام ہے۔

ایمان کی تعریف اور اختلافِ مذہب:

حقیقتِ ایمان کے متعلق علماءِ امت اور دیگر گمراہ فرقوں کے مابین شدید اختلاف ہے اور اس میں مختلف اقوال ہیں؛ چنانچہ صاحبِ تحفۃ المرآۃ علآمہ طاہر رحیمی نے حقیقتِ ایمان کے متعلق چھ مذاہب، صاحبِ تقریر حاوی مولانا جمیل احمد ومولانا شکیل احمد سیتاپوری نے آٹھ مذاہب، اور صاحبِ تنظیم الاشتات علآمہ ابوالحسن ہاتھزاری نے دس مذاہب نقل کیے ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مذہبِ اوّل:

شیخ ابومنصور ماتریدی، امام غزالی، شیخ ابوالحسن اشعری (فی اصح الروایاتین) امام الحرمین، امام اعظم ابوحنیفہ اور جمہور فقہاء و متکلمین کے نزدیک ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے، البتہ ترکِ اعمالِ صالحہ سے کمالِ ایمان ختم ہوکر فسق آجاتا ہے، باقی رہا اقرار باللسان تو صرف دنیاوی احکام کے اجراء کے لیے شرط ہے ایمان کا جز نہیں ہے، ان حضرات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات میں ایمان کی نسبت اور اضافت قلب کی طرف فرمائی ہے؛ چنانچہ ارشاد ہے کہ: في قلوبهم الإيمان، قلبه مطمئن بالإيمان، ولم تؤمن قلوبهم، ولمايدخل الإيمان في قلوبكم. ان تمام آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کی اضافت قلب کی طرف فرمائی ہے، بعض آیات میں قلب کو ایمان کا ظرف بنا کر اور بعض میں قلب کو ایمان کا مسند الیہ بنا کر ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قلب ایمان کا محل ہے یا ایمان قلب کی صفت ہے اور یہ بات بالکل ظاہر طے شدہ ہے کہ قلب کے اندر تصدیق کے علاوہ قلب کی دوسری صفات معتبر نہیں ہیں، بس یہ بات متعین ہوگئی کہ ایمان صرف تصدیقِ قلبی کا نام ہے۔

مذہبِ دوم:

اکثر احناف شمس الائمہ سرخسی، اور فخر الاسلام علاّمہ بزدوی کے نزدیک ایمان تصدیقِ قلبی اور اقرارِ لسانی دونوں کے مجموعہ کا نام ہے۔

مذہبِ سوم:

جمہور محدثین، متکلمین فقہاء، معتزلہ اور خوارج کے نزدیک ایمان ارکانِ ثلاثہ کے مجموعہ کا نام ہے یعنی ایمان تصدیق بالجنان، اقرار باللسان اور عمل بالارکان کے مجموعہ کا نام ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مذہبِ چہارم:

فرقۂ کرامیہ کے نزدیک ایمان صرف اقرار باللسان کا نام ہے نجات کے لیے یہی کافی ہے چاہے تصدیق قلبی حاصل ہو یا نہ ہو۔

مذہبِ پنجم:

جہم بن صفوان اور ان کے معتقدین کے نزدیک ایمان صرف نفسِ معرفت رب کا نام ہے نہ اقرار باللسان شرط ہے اور نہ ہی عمل بالارکان لازم ہے جس کو معرفتِ خداوندی حاصل ہے اور وہ اقرار لسانی سے قبل ہی وفات پا گیا تو وہ نہ صرف مؤمن بلکہ مؤمن کامل ہے۔

مذہبِ ششم:

فرقہ مرجیہ کے نزدیک ایمان صرف قلب کی تصدیق کا نام ہے، ایمان کے لیے اقرار نہ شرط ہے نہ ہی جزء ہے، بلکہ اعمال کے متعلق ان کا مشہور قول ہے کہ "المعصية لاتضر مع الإيمان، وقالوا ان المؤمن ان عصي يدخل الجنة".

مذہبِ ہفتم:

امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک ایمان جمیع ماموراتِ شرعیہ پر عمل کرنے اور جملہ منہیات سے بچنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا نام ہے۔

مذہبِ ہشتم:

معتزلہ اور خوارج کے نزدیک ایمان اُمورِ ثلاثہ یعنی تصدیق بالقلب، اقرار باللسان، اور عمل بالجوارح کے مجموعہ کا نام ہے اور یہ تینوں ایمان میں داخل ہیں حتیٰ کہ کوئی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

شی بھی فوت ہو جائے تو خوارج کے نزدیک کافر ہو جائے گا اور ایمان کے دائرے سے نکل جائے گا اور وہ مخلد فی النار ہوگا اور ابوالحسن معتزلی اور ان کے اصحاب کے نزدیک ایمان سے نکل تو جائے گا مگر حدودِ کفر میں داخل نہ ہوگا بلکہ ایسا شخص ان کے نزدیک ایمان وکفر کے درمیان ہوگا چونکہ یہ لوگ منزلۃ بین المنزلتین کے قائل ہیں۔

مذہبِ نہم:

ایمان صرف اعمالِ مفروضہ کی بجا آوری کا نام ہے اعمال واقرار اور تصدیق کی ضرورت نہیں ہے، مگر اس کے قائلین کون لوگ ہیں واللہ اعلم صاحبِ کشف الحاجہ نے بھی ناموں کی تعیین نہیں کی ہے۔

مذہبِ دہم:

فرقہ قدریہ کی جماعت اِس بات کی قائل ہے کہ ایمان معرفتِ الٰہی اور معرفت ماجاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔

(ج): ایمان کی لغوی واصطلاحی تعریف:

ایمان کی لغوی تعریف:

آمن یومن افعال. ایمانًا ایمان امن سے ماخوذ ہے لغت میں ایمان کے معنیٰ تصدیق کے ہیں جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: وماأنت بمؤمن لنا أي بمصدق لنا ایمان کو تصدیق کے معنیٰ میں اس لیے لیا ہے کہ انسان نے جس کی بھی تصدیق کردی ہے اس کو اپنی تکذیب سے مامون کردیا ایمان کبھی لازم استعمال ہوتا ہے اور کبھی متعدی اگر لازم مستعمل ہو تو اس کے معنیٰ وثوق واعتماد کے ہوں گے اور متعدی مستعمل ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ متعدی باللام ہو تو اس وقت ایمان اذعان اور انقیاد کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

معنیٰ میں ہوگا جیسے: وما انت بمؤمن لنا وقال فرعون آمنتم له دوسرے یہ کہ متعدی بالباء ہوتو اس وقت ایمان کے معنیٰ تصدیق کے ہوں گے جیسے: یؤمنون بالغیب بہرحال اگر ایمان متعدی ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مصدِق نے مصدَق کو تکذیب ومخالفت سے بچالیا۔

ایمان کی اصطلاحی تعریف:

قاضی بیضاوی، حجۃ الاسلام امام غزالی، علاّمہ سعدالدین تفتازانی، ملاّ علی قاری، امام ابوعبداللہ بن محمد اسماعیل الاصفہانی اور امام نووی رحمہم اللہ وغیرہ الفاظ کے قدر اختلاف کے ساتھ ایمان کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ: التصديق بما علم بالضرورة أنه من دين محمد ﷺ كالتوحيد والنبوة والبعث والجزاء یعنی ان تمام چیزوں کی قلب کی سچائی سے تصدیق کرنا جن کے متعلق بداہۃً محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں ہونا معلوم ہو جیسے توحید، نبوت، مرنے کے بعد اُٹھائے جانے اور اعمال کی جزاء وسزا یعنی اصطلاح میں ایمان ماجاء به النبي ﷺ کی قلب کی گہرائیوں سے تصدیق کرنے کا نام ہے۔

ایمان بسیط ہے یا مرکب؟

شیخ ابومنصور ماتریدی، امام غزالی، ابوالحسن اشعری، امام الحرمین، امام ابوحنیفہ اور جمہور فقہاء ومتکلمین رحمہم اللہ کے نزدیک ایمان بسیط ہے؛ کیونکہ ان کے یہاں ایمان صرف تصدیقِ قلبی کا نام ہے رہے اعمال اور اقرار تو یہ اجزاء زائد ہیں ماہیت ایمان میں داخل نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ جمہور محدثین شمس الائمہ سرخسی، فخر الاسلام، اور علاّمہ بزدوی رحمہم اللہ کے نزدیک ایمان مرکب ہے؛ کیونکہ ان کے یہاں ایمان صرف اختلافِ لفظی ہے نہ کہ حقیقی ہے؛ کیونکہ جن بزرگانِ دین نے ایمان کو مرکب مانا ہے اور

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اعمال کو ایمان میں داخل مانا ہے اور اجزاء حقیقی اور اجزاء مقومہ ہونے کی حیثیت سے نہیں کہ اس کے بغیر ایمان کا وجود نہ ہو، بلکہ ان حضرات نے اعمال کو اجزاء مکملہ ہونے کی حیثیت سے ایمان کی تعریف میں داخل کیا ہے کہ اعمال سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔ اور جن بزرگانِ دین نے ایمان کو بسیط مانا ہے اور اعمال کو ایمان سے خارج کیا ہے وہ اجزاء مقومہ ہونے کی حیثیت سے ہے، نہ کہ اجزائے مکملہ ہونے کی حیثیت سے، لہٰذا دونوں قولوں میں کوئی تعارض نہیں ہے، صرف تعبیر کا فرق ہے اور اس فرق کی وجہ اختلافِ احوال زمانہ ہے۔

۲۴-ابن ماجہ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ وَلَايَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ.

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): لايدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرّة الخ کی تشریح کریں؟

(ج): بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب ایمان بھی جہنم میں جائے گا اور مذکورہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھی مؤمن جہنم میں نہیں جائے گا، بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے آپ اس تعارض کو دفع کریں؟

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے کسی ذرّہ برابر کبر ہوگا اور وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا۔

(ب): لایدخل الجنة من کان في قلبه مثقال ذرّة الخ کی تشریح:

لایدخل الجنة من کان في قلبه مثقال ذرة من خردل من کبر: ذَرَّةٌ، ذُرَرٌ کا واحد ہے ذرر چھوٹی سرخ چیونٹی کو کہتے ہیں بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ذرہ شئ کے اس قلیل اور حقیر جز کو کہتے ہیں جس کا کوئی وزن ہی نہیں ہوتا ہے، سورج کی کرنوں میں قوتِ باصرہ سے صرف محسوس ہوتا ہے۔

خردل واحد خردلة رائی، مراد رائی کا دانہ۔

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے کبر کی حرمت اور ایمان کی عظمتِ شان کو بیان کیا ہے، چنانچہ کبر کی قباحت و شناعت کو بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبر اتنا بڑا اور سنگین گناہ ہے کہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کسی کے دل میں کبر ہوگا تو جنت میں داخل نہیں ہوسکتا ہے؛ کیونکہ کبر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور کبریائی اللہ کی شان ہے، متکبر آدمی تکبر کر کے اللہ کی شان میں شرکت کا دعویٰ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرکت کا دعویٰ کرنا انتہائی سنگین گناہ ہے، اس لیے متکبر آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا؛ لیکن اس صورت میں یہ اعتراض ہوگا کہ یہ حدیث معتزلہ اور خوارج کی تائید میں ہوجائے گی، جو مرتکبِ کبیرہ کو ایمان سے خارج اور مخلد فی النار قرار دیتے ہیں؟ امام خطابی نے فرمایا کہ یہ حدیث خوارج اور معتزلہ کے مذہب کی تائید میں نہیں ہے، بلکہ دیگر تمام نصوص و احادیث کو مدنظر رکھتے ہوئے حدیث شریف کے دو مطلب ہوسکتے ہیں: (۱) تکبر سے مراد ایمان سے اعراض ہو تو اس صورت میں تو حدیث اپنی حقیقت پر محمول ہوگی کہ عدمِ دخولِ جنت سے عدمِ دخول تابیدی مراد ہے؛

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کیونکہ ایمان سے روگردانی کرنے والا کافر ہوگا اور مخلد فی النار ہوگا جنت میں کبھی بھی داخل نہ ہوگا۔ (۲) دوسرا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ دخولِ جنت کے وقت اس کے دل میں ذرّہ برابر بھی کبر نہ ہوگا، بلکہ کبر سے بالکل پاک وصاف ہوکر جنت میں داخل ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ونزعنا مافي صدورهم من غل.

(ج): حدیث کے تعارض کا دفعیہ:

اس تعارض کا دفعیہ یہ ہے کہ جن روایات میں یہ آیا ہے کہ گناہ گار مؤمن جہنم میں جائے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ تزکیہ کے لیے جائے گا اور گناہوں کے میل کچیل صاف کرنے کے لیے جائے گا، ابدالآباد کے لیے اس کا دخول نہ ہوگا اور جن روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھی مؤمن جہنم میں نہیں جائے گا، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ کے لیے نہیں جائے گا، اگر کچھ دن کے لیے چلا جائے تو کوئی حرج نہیں، لہٰذا دونوں میں کوئی تعارض باقی نہ رہا، حدیث شریف کا تعلق کتاب الایمان سے بالکل ظاہر ہے۔

۲۵-ابن ماجہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ لَيْسَ لَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ نَصِيْبُ الْمُرْجِئَةُ وَالْقَدَرِيَّةُ.

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): ليس لهما في الإسلام نصيب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرمانا چاہتے ہیں؟

(ج): مرجیہ اور قدریہ کون لوگ ہیں؟ تحریر کریں؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الجواب

(الف): عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس امت میں دو گروہ ایسے ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے (١) مرجیہ (٢) قدریہ۔

(ب): ليس لهما في الإسلام نصيب سے آپ ؐ کیا فرمانا چاہتے ہیں؟

ليس لهما في الإسلام نصيب: اس حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشین گوئی فرمائی ہے کہ میری امت میں سے دو جماعت ایسی ہوں گی جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہوگا اور وہ مرجیہ اور قدریہ ہے۔ بعض علماءِ امت نے ظاہر حدیث پر نظر کرتے ہوئے ان دونوں فرقوں کی تکفیر کی ہے اور انہیں دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا ہے، مگر امت کے سوادِ اعظم اور جمہور محدثین نے تکفیر نہیں کی ہے اور فرمایا کہ ليس لهما في الإسلام نصيب سے مقصود نفس نصیب کی نفی نہیں ہے، بلکہ حظ کامل اور نصیب وافر کی نفی مقصود ہے، اور اس قول کی تائید ترمذی کی روایت سے بھی ہوتی ہے ترمذی میں من هذه الامة کے بجائے من امتي کا لفظ آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ نبی کی امت میں داخل تو ہیں اور داخل ہوتے ہوئے یہ دونوں فرقے وجود میں آئیں گے اور اسلام میں ان فرقوں کا حصہ کامل نہ ہوگا اور یہ اسی طرح ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے: ليس للبخيل من ماله نصيب کہ بخالت پسند کے لیے خود اس کے مال میں کوئی حصہ نہیں ہے، اسی طرح مرجیہ اور قدریہ اسلام میں داخل ہوتے ہوئے ان کو اسلام سے معتد بہ حصہ نہیں ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث زجر و توبیخ پر محمول ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ یہاں کفر سے کفر تاویلی مراد ہے، نہ کہ کفر ارتداد۔ چوتھا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب یہ ہے کہ اس حدیث کی صحت پر علماء محدثین کا کلام ہے، لہٰذا متکلم فیہ حدیث سے کسی کا کفر ثابت نہیں ہوسکتا ہے۔

حدیث شریف کی یہ تاویل اس لیے کرنی پڑی کہ اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک اہلِ قبلہ کی تکفیر نہیں کی جاتی ہے، خواہ وہ بدعتی اور مرتکبِ کبیرہ ہی کیوں نہ ہو، چنانچہ امام نووی شارح مسلم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اہلِ حق کا صحیح مذہب یہ ہے کہ کسی بھی اہلِ قبلہ کی اس کے گناہ کے سبب ہم تکفیر نہیں کریں گے۔ حافظ ابن حجر نے اس قول کی تصویب فرمائی ہے۔

(ج): مرجیہ اور قدریہ کون لوگ ہیں؟:

المرجية والقدرية: مرجیہ ایک گمراہ فرقہ ہے، مگر یہ کون لوگ ہیں اس کے مصداق کون ہیں؟ اس میں اختلاف ہے؛ چنانچہ ملاّ علی قاری رحمہ اللہ شارح مشکوٰۃ نے ابن الملک کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مرجیہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تمام افعال عباد من جانب اللہ متعین ہیں، بندہ کا کوئی اختیار نہیں ہے، بندہ تو مجبور محض ہے اور جس طرح کفر کے ساتھ طاعت مفید نہیں ہے، اسی طرح ایمان کے ساتھ معصیت بھی کوئی نقصان دہ نہیں ہے۔ علاّمہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مرجیہ وہ فرقہ ہے جو ایمان کو قول بلا عمل بتلاتا ہے کہ ایمان صرف قول کا نام ہے عمل کا کوئی دخل ہی نہیں ہے، یہی قول علاّمہ محمود البشبیشی نے الفرق الاسلامیہ میں لکھا ہے اور اس پر ایک حدیث بھی نقل کی ہے کہ آپ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ هم الذين يقولون الإيمان كلام مرجیہ وہ جماعت ہے جو محض کلام کے ذریعہ ایمان کی تعریف کرتے ہیں اور عمل کو غیر ضروری قرار دیتے ہیں۔

ملاّ علی قاری رحمہ اللہ علاّمہ طیبی رحمہ اللہ کے قول کو غلط قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مرجیہ درحقیقت جبریہ ہی ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ بندہ مجبور محض ہے بندہ کو نہ تو خلق افعال کا اختیار ہے نہ کسب افعال کا اختیار ہے اور بندے کی طرف جو افعال

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

منسوب ہیں وہ ایسا ہی ہے جس طرح افعال کی اضافت جمادات کی طرف۔

قدریہ بھی اسلامی گمراہ فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے جو تقدیرِ الٰہی کا منکر ہے اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ بندے سے جو افعال صادر ہوتے ہیں اس میں قضاء وقدر کا کوئی دخل نہیں ہے، بلکہ بندہ ہی افعال کا خالق بھی ہے اور کاسب بھی، تقدیرِ الٰہی کا کوئی دخل نہیں ہے۔ علامہ عبدالکریم شہرستانی نے الملل والنحل میں لکھا ہے کہ قدریہ معتزلہ ہی کا لقب ہے اور یہ لوگ قدریہ سے یہ مراد لیتے ہیں کہ ہم تقدیر کی اچھی بُری باتوں پر ایمان لاتے ہیں، اس وجہ سے ہم قدریہ ہیں، مگر یہ امر واضح ہو کہ یہ تاویل رکیک حدیث القدریة مجوسی ھٰذہ الامة سے بچنے کے لیے کرتے ہیں۔

قدریہ کے باطل عقائد:

(۱) اللہ تعالیٰ کے اوصاف ازلیہ کا انکار کرتے ہیں۔

(۲) رویتِ باری تعالیٰ کو مستحیل سمجھتے ہیں۔

(۳) کلام اللہ کو حادث سمجھتے ہیں۔

(۴) اور وہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے۔

(۵) مرتکبِ کبیرہ نہ تو مومن ہے اور نہ ہی کافر ہے، گویا منزلۃ بین المنزلتین کو ثابت کرتے ہیں۔

(۶) واقعۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہیں۔

مرجیہ کے باطل عقائد:

(۱) صرف ایمان ہی نجات اور فلاح کے لیے کافی ہے عمل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

(۲) عرش اللہ تعالیٰ کا مسکن ہے۔

(۳) عورت جنت کے پھولوں میں سے ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۴) عورتوں کے ساتھ جو چاہیں جیسے چاہیں جماع کر سکتے ہیں۔
(۵) اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت میں پیدا کیا۔

۲۶-ابن ماجہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ شَعْرِ الرَّأْسِ لَايُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ سَفَرٍ وَلَايَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ قَالَ فَجَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَهُ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَامُحَمَّدُ مَاالْإِسْلَامُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَّاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَحَجُّ الْبَيْتِ فَقَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا مِنْهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ ثُمَّ قَالَ يَامُحَمَّدُ مَاالْإِيْمَانُ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَكُتُبِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا مِنْهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ ثُمَّ قَالَ يَامُحَمَّدُ مَاالْإِحْسَانُ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَاتَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ فَمَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَاالْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ.

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔
(ب): حدیث شریف کی تشریح کریں؟
(ج): فاسند رکبتیه إلٰی رکبتیه الخ کا مطلب بیان کریں۔

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ : حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک دن

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک آدمی آیا جس کے کپڑے نہایت سفید اور سر کے بال غیر معمولی سیاہ تھے اس پر سفر کا کوئی اثر ظاہر نہیں تھا اور نہ ہم میں سے کوئی شخص اس کو پہچانتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملا لیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو آپ کے زانوئے مبارک پر رکھا، پھر کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا (اسلام یہ ہے کہ) اِس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، نماز قائم کرے، زکاۃ دے، رمضان المبارک کے روزے رکھے، اور بیت اللہ کا حج کرے (تو اس جواب کی تصدیق کرتے ہوئے) اس شخص نے کہا آپ نے سچ فرمایا اس سے ہم لوگوں کو تعجب ہوا کہ (عجیب وغریب آدمی ہے) سوال بھی کرتا ہے (جو عدم علم کی علامت ہے) پھر اس کی تصدیق بھی کرتا ہے (جو علم کی دلیل ہے) پھر اس شخص نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایمان کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ، اس کے تمام فرشتے، اس کے تمام رسولوں، تمام کتابوں، آخرت کے دن اور اچھی بُری تقدیر کی تصدیق کرنا ایمان ہے، سائل نے پھر کہا کہ آپ نے سچ فرمایا، جس سے ہم لوگوں کو تعجب ہوا کہ سوال بھی کرتا ہے (جو عدمِ علم اور ناواقفیت کی دلیل ہے) اور خود اس کی تصدیق بھی کرتا ہے (جو علم و واقفیت کی دلیل ہے) پھر اس نے معلوم کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) احسان کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تم اس طور پر عبادت کرو گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم اللہ کو نہیں دیکھ رہے ہو تو اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے، پھر اس نے سوال کیا قیامت کب آئے گی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسئول کو سائل سے زیادہ علم نہیں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب): حدیث شریف کی تشریح:

عن عمرؓ قال كنا جلوسًا عند النبي ﷺ: یہ روایت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے یہ حدیث محدثین کے نزدیک حدیث جبرئیل سے مشہور ہے اور چونکہ اس حدیث میں دینِ اسلام کے اساسی احکام نہایت جامع اور مکمل شکل میں پیش کیے گئے ہیں، اس لیے اس حدیث کو ام السنۃ اور امام الاحادیث بھی کہا جاتا ہے، جس طرح کہ سورۂ فاتحہ کو اپنی جامعیت کے اعتبار سے ام القرآن اور ام الکتاب کہا جاتا ہے، دینِ اسلام کی بنیادی چیزیں دو ہیں ایک عقائد دوسرے اعمال، انہیں دونوں پر اسلام کی عمارت قائم ہے، ان دونوں چیزوں کے بغیر اسلام نامکمل اور ناقص رہتا ہے اور حدیث ہٰذا میں ان دونوں کو خوب اچھی طرح بیان کیا گیا ہے، اس لیے یہ حدیث ام الاحادیث کہلاتی ہے، چنانچہ ما الإیمان کیا ہے؟ اس کے جواب میں وہ تمام عقائد اساسیہ بیان کردیے گئے ہیں (مثلاً اللہ پر اس کے رسولوں پر اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، آخرت کے دن پر اور خیر وشر کی تقدیر پر ایمان لانا) جن پر نجات موقوف ہے، عقائد کی کتابوں میں اور دوسری چیزیں بھی از قبیل عقائد شمار کرائی گئی ہیں مگر ان چیزوں پر نجات کا مدار نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت جبرئیل کے سوال ما الإسلام؟ اسلام کیا چیز ہے؟ کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام بنیادی اعمال اسلام کے بیان کردیا جو ایک مسلم کامل کے لیے لازم اور شرعاً ضروری ہیں، ان ہی اعمال خمسہ کو ایک دوسری حدیث میں بھی ذکر کیا گیا ہے اس لیے یہ روایت فی الواقع ام الاحادیث ہے اور جامع السنۃ ہے۔

(ج): فاسند ركبتيه إلى ركبتيه الخ کا مطلب:

فاسند ركبته إلى ركبتيه ووضع يديه على فخذيه الخ: آنے والا شخص

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اپنے گھٹنوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے سے ملا کر بیٹھ گیا، اس طرح بیٹھنا تواضع ادب اور باتوں کو زیادہ متوجہ ہو کر سننے کے زیادہ قریب ہے اور سرعت جواب از مسئول کی خاصی توجہ کا موجب ہے، اس لیے حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل قریب ہو کر بیٹھ گئے، اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حد درجہ بے تکلف اور متواضع تھے کہ حضرت جبرئیل اپنے گھٹنوں کو آپ کے گھٹنوں سے ملا کر اور اپنے دونوں ہاتھوں اور آپ کے زانوئے مبارک پر رکھ کر بیٹھ گئے، جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شروع سے پہچان بھی نہیں رہے تھے کہ آنے والا شخص کون ہے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ معلم کو چاہیے کہ شاگردوں کو دائرۂ ادب میں رکھ کر بے تکلف رکھے تا کہ علمی سوالا و جوابات میں رعب مانع نہ ہو اور طلبہ ضروری باتوں کو معلوم کرنے میں جھجک محسوس نہ کریں، اس حدیث کے ورود کا سبب بھی یہی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چاہو معلوم کرو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مرعوب زدہ ہو کر سوال نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو بھیج کر مسائل واحکام کو سمجھایا، اس حدیث سے جہاں بہت ساری باتوں کا علم ہوا وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ طلبہ کو چاہیے کہ استاد کے سامنے نہایت ادب سے بیٹھیں پھر علمی سوالات کریں۔

۲۷- ابن ماجہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ مَاالْإِيْمَانُ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَلِقَائِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْآخِرِ قَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ مَاالْإِسْلَامُ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَاتُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ قَالَ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْاِحْسَانُ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَاتَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَاالْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰكِنْ سَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَاوَلَدَتِ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا فَذٰلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَاتَطَاوَلَ رِعَاءُ الْغَنَمِ فِي الْبُنْيَانِ فَذٰلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِيْ خَمْسٍ لَايَعْلَمُهُنَّ إِلَّااللّٰهُ فَتَلَارَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَافِي الْأَرْحَامِ وَمَاتَدْرِيْ نَفْسٌ مَاذَاتَكْسِبُ غَدًا وَمَاتَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ.

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): وتقيم الصلاة المفروضة سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف نماز پنج گانہ ہی ضروری ہے، وتر کی نماز ضروری نہیں ہے؟ آپ اس کا جواب تحریر کریں۔

(ج): بعض مرتبہ ڈاکٹر وغیرہ آلات کے ذریعے یہ بتاتے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی تو پھر یہ مفاتیح الغیب کیسے ہوا؟ آپ اس کا تسلی بخش جواب تحریر کریں۔

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں باہر تشریف فرما تھے کہ دریں اثنا ایک آدمی آیا اور سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا فرشتوں، کتابوں، رسولوں، ملاقات کے دن کی تصدیق کرنا اور مرنے کے بعد اُٹھائے جانے پر ایمان لانا، پھر اس نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(اسلام یہ ہے) کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ۔ فرض نماز قائم کرو، فرض زکوٰۃ ادا کرو، اور ماہِ رمضان کے روزے رکھو، پھر اس نے سوال کیا یا رسول اللہ! احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا (احسان یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو پس اگر اس کو نہیں دیکھ سکتے ہو تو وہ تم کو دیکھ رہا ہے، پھر اس نے سوال کیا یا رسول اللہ قیامت کب برپا ہوگی؟ آپ نے فرمایا مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا ہے، البتہ میں اس کی علامتیں بتا دیتا ہوں کہ جب باندی اپنے مولیٰ کو جننے لگے تو یہ قیامت کی علامت ہے اور بکریوں کو چرانے والے محلات و عالیشان مکانات میں فخر و غرور کرنے لگیں گے تو یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور یہ ان پانچ چیزوں میں سے ہے جس کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں پھر آپ نے اس آیتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ الخ﴾ اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہی بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ رحمِ مادر میں کیا ہے اور کسی کو یہ علم نہیں ہے کہ وہ کل کیا کمائے گا اور کس سرزمین پر اس کی موت ہوگی بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

(ب): وتقيم الصلاة المفروضة سے معلوم ہوتا ہے...:

جواب:

(۱) یہ واقعہ وجوبِ وتر سے پہلے کا ہو سکتا ہے اس لیے وتر مذکور نہیں ہے۔

(۲) یہاں فرائض اسلام کا بیان ہے واجبات کا نہیں ہے، اس لیے وتر کا ذکر نہیں ہے، اقامتِ صلاۃ کے دو معنیٰ ہو سکتے ہیں: (۱) نمازوں کی پابندی اور اس کی محافظت کرنا (۲) اس کی ادائیگی کرنا اس کے جملہ شرائط کے ساتھ، ابوعلی فارسی نے اوّل معنیٰ کو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

راجح قرار دیا ہے۔ اور زکوٰۃ مفروضہ کی قید سے صدقات نافلہ کو نکالنا مقصود ہے یا جو زکوٰۃ حولانِ حول سے قبل ادا کردی جائے اس سے احتراز ہے۔

(ج): بعض مرتبہ ڈاکٹر وغیرہ آلات کے ذریعے یہ بتاتے ہیں...:

جواب:

(۱) یہاں مراد ہے بغیر آلات کے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ اور ڈاکٹر تو آلات کے ذریعہ جانتے ہیں تو کوئی منافات نہیں۔

(۲) ساری تفصیلات ڈاکٹر بھی اپنے آلات سے معلوم نہیں کر سکتے ہیں کافر ہے یا مومن عالم ہوگا یا جاہل۔ امیر ہوگا یا غریب وغیرہ وغیرہ، لہٰذا یہ علم اللہ کے ساتھ خاص ہے۔

انسان کل کیا کرے گا، کہاں رہے گا، کیا کمائے گا، اس کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، اس لیے ان شاء اللہ کہنے کا بھی حکم ہے، بسا اوقات انسان طرح طرح کے پلان اسکیم بنا کر جاتا ہے مگر موت مقدور ہوتی ہے، کسی حادثہ کا شکار ہوا اور داعیِ اجل کو لبیک کہا تمام اسکیم اور پلان اپنی جگہ دھرا ہی رہ جاتا ہے، معلوم ہوا کہ اس کا علم بھی کسی مخلوق کے پاس نہیں ہے۔

انسان کہاں مرے گا، کس حالت میں مرے گا، اس کا علم بھی اللہ ہی کے پاس ہے، جس کا اعتراف پوری دنیا کرتی ہے بلا امتیاز مذہب وملت سارے لوگ اس کا یقین کرتے ہیں۔

۲۸- ابن ماجہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ.

(الف): مذکرہ حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب): تشریح کریں۔

(ج): "من ولده ووالده والناس أجمعين" کا مطلب بیان کریں۔

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مؤمن (کامل) نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ میں اس کے لیے اس کے بیٹے، اس کے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔

(ب): تشریح:

لا یؤمن أحدکم: حدیث شریف میں لانفی کمال کے لیے ہے نہ کہ لائے نفی جنس کے لیے، اور اس سے ایمانِ کامل کی نفی کی گئی ہے نہ کہ نفسِ ایمان کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محبت کو تمام چیزوں سے بڑھ کر بتایا ہے ایک مومن کامل کے لیے ضروری ہے کہ اس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کی محبت تمام چیزوں سے بڑھ کر ہو اور ایک مؤمن کامل آپ علیہ السلام کو تمام چیزوں سے زیادہ محبوب رکھے حتیٰ کہ اولاد، والدین اور اپنے نفس سے بھی زیادہ عزیز رکھے، ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے معلوم کیا کہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی محبت ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نزدیک اپنی اولاد، اپنے والدین اور اپنی جان اور سخت دھوپ اور شدید گرمی میں زبردست پیاس کے وقت ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنی تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میرے نزدیک رشتہ داروں، بیوی بچوں سے زیادہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محبوب ہیں، مگر اپنی جان سے زیادہ محبوب نہیں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ابھی تم کامل مسلمان نہیں ہوئے اور تمہارا ایمان کامل نہیں ہوا ہے، زبانِ مبارک سے یہ کلمہ نکلتے ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل ودماغ کی دنیا کو اُتھل پتھل کر دیا اور بے اختیار بولے یا رسول اللہ! میری جان آپ پر قربان آپ مجھے جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الآن عمر! اے عمر! اب تمہارا ایمان مکمل ہوگیا۔ اور تم پکے مؤمن ہو گئے۔

(ج): ”من ولده والده والناس أجمعين“ کا مطلب:

من ولوه ووالده والناس أجمعين: چونکہ آدمی اپنی اولاد اور والدین کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبوب رکھتا ہے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال کر والدین اور اولاد کو بچاتا ہے، اس لیے نفس کا ذکر نہیں ہے، بلکہ والدین اور اولاد جو سب سے زیادہ محبوب تھے ان کا ذکر کافی ہے، اور ولد کو والد پر اس لیے مقدم کیا کہ ولد سے محبت وشفقت زیادہ رہتی ہے، بمقابلہ والدین کے اور جس روایت میں والد کا ذکر مقدم کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر چہ ولد والد دونوں کا تعلق جزئیت کا ہوتا ہے، مگر والد کا تعلق جزئیت مقدم ہے، اس لیے ذکر کے اعتبار سے بھی مقدم کیا یا چونکہ والد باعتبار زمانہ اور باعتبار شرافت و کرامت کے مقدم ہے، اس لیے ذکر میں بھی مقدم کیا ہے اور والد سے من لـه الولد مراد ہے ماں باپ دونوں داخل ہیں، اور والد وولد کے بعد الناس کا ذکر عطف العام علی الخاص کے قبیل سے ہے، تاکہ دوسرے لوگ بھی اس میں شامل ہو جائیں۔

۲۹- ابن ماجہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الدُّنْيَا عَلَى الْإِخْلَاصِ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَعِبَادَتِهِ لَاشَرِيْكَ لَهُ وَإِقَامِ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الصَّلاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ مَاتَ وَاللّٰهُ عَنْهُ رَاضٍ قَالَ أَنَسٌ وَهُوَ دِيْنُ اللّٰهِ الَّذِي جَائَتْ بِهِ الرُّسُلُ وَبَلَّغُوْهُ عَنْ رَبِّهِمْ قَبْلَ هَرْجِ الْأَحَادِيْثِ وَاخْتِلَافِ الْأَهْوَاءِ وَتَصْدِيْقُ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فِيْ آخِرِ مَانَزَلَ يَقُوْلُ اللّٰهُ فَإِنْ تَابُوْا قَالَ خَلْعَ الْأَوْثَانِ وَعِبَادَتِهَا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَقَالَ فِيْ آيَةٍ أُخْرىٰ فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ.

(الف): اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): "من فارق الدنیا علی الاخلاص للّٰہ وحدہ" کا مطلب بیان کریں؟

(ج): "قال خلع الاوثان وعبادہ" کا مطلب بیان کریں؛ نیز یہ بھی تحریر کریں کہ "وعبادته لاشریک له" سے کون سی عبادت مراد ہے؟

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا سے رخصت ہو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص کرتے ہوئے اور اس کی عبادت کرتے ہوئے بغیر اس کے ساتھ کسی کو شریک جانے اور نماز قائم کرتے ہوئے زکوٰۃ ادا کرتے ہوئے تو وہ اس حال میں مرا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے جسے حضرات رسل لے کر آئے اور اس کو اپنے رب کی طرف سے پہنچادیا، غلط تاویلوں کے ملنے اور نفسانی اختلاف سے پہلے ہی اور اس بات کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب کی آخری آیت میں ہے، جو اللہ نے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

نازل فرمائی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فان تابوا پس اگر انہوں نے توبہ کرلی اور بتوں اور اِن کی پوجا کرنے کو ترک کر دیا اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ تعالیٰ دوسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَإِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ﴾ پس اگر ان لوگوں نے توبہ کرلی اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔

(ب): ”من فارق الدنيا على الاخلاص لله وحده“ کا مطلب:

من فارق الدنيا على الإخلاص لله وحده: اخلاص مع اللہ کا طلب یہ ہے کہ اللہ رب العزت کو ذات وصفات میں ایک مانا جائے اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ کیا جائے تمام حاجت روائی، مشکل کشائی اور نفع ونقصان کا مالک اسی ایک ذات کو مانا جائے جو پاک اور بے عیب ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں وہ نہ کسی کو جنتا ہے اور نہ کسی سے جنا گیا اس کی ذات ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ ہے وہ تمام کائنات کا خالق ومالک ہے

وعبادته لاشريک له سے کون سی عبادت مراد ہے؟

وعبادته لاشريک لهٗ اس جملہ میں جو عبارت مذکور ہے اس کی دو مراد ہو سکتی ہیں: (۱) عبادت سے مراد طاعت اور فرماں برداری ہو (۲) عبادت سے مراد توحید خداوندی ہو اللہ کی وحدانیت اور اس کی ربوبیت کا اقرار ہو اس صورت میں واؤ حرفِ عطف برائے تفسیر ہوگا اور بصورتِ اوّل کہ اگر مطلقاً طاعت اور فرمانبرداری مراد ہو تو ایسی صورت میں صلاۃ وزکوٰۃ کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس کی عظمت واہمیت کی وجہ سے ہے؛ کیونکہ نماز کو عباداتِ بدنیہ میں اور زکوٰۃ کو عباداتِ مالیہ میں جو مقام واہمیت حاصل ہے وہ کسی دوسرے رکنِ اسلام کو نہیں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج): "قال خلع الاوثان وعبادہ" کا مطلب:

قال خلع الأوثان وعبادته: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس تفسیر سے یہ معلوم ہوا کہ توبہ کی صحت کے لیے، سابقہ گناہوں کا ترک کرنا ضروری ہے، تب ہی توبہ مقبول ہوگی، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحتِ ایمان واسلام کے لیے مذاہبِ باطلہ سے بیزاری اور اس سے تبرأ ضروری اور لازم ہے، مذاہبِ باطلہ سے بیزاری اور اس سے تبرأ کیے بغیر ایمان و اسلام دونوں ہی عنداللہ معتبر نہیں ہے۔ یہی مذہب امام شافعی اور ان کے اصحاب کا ہے اور بعض حضرات کلمۂ شہادت کے بعد انا بری ء من کل دین خالف الإسلام کہنے کو غیر ضروری قرار دیتے ہیں۔ آخر مانزَ سے مراد آخر اضافی ہے نہ کہ آخر حقیقی۔

۳۰- ابن ماجہ

حَدَّثَنَا أَبُوْ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسَى الْعَبْسِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ أَنَسٍ مِثْلَهُ.

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ جَعْفَرٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ.

(الف): اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): حدیث شریف کی تشریح کریں؟

(ج): "أمرت أن اقاتل الناس" سے کون لوگ مراد ہیں؟ نیز مذکورہ حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ روزہ اور حج کے منکر کے ساتھ قتال نہیں کیا جائے گا؛ کیونکہ حدیث میں ان دونوں کا ذکر نہیں آپ اس کی وضاحت کریں؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ:

(ب): حدیث شریف کی تشریح:

یہ روایت حضرت ابو ہریرہؓ اور معاذ بن جبلؓ کے علاوہ متعدد صحابہ سے مروی ہے؛ چنانچہ مسلم شریف میں ابو ہریرہؓ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت جابرؓ اور حضرت انسؓ سے مروی ہے ان میں سے بعض کی مرویات مختصر ہیں اور بعض کی بہت جامع اور تفصیلی مسلم شریف میں یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے واضح طور پر مروی ہے اور دیگر صحابہ سے اختصار کے ساتھ کبھی تفصیل کے ساتھ جس نے جس طرح سن لی اسی طرح حدیث نقل کردی بعض صحابہؓ نے تفصیلی روایت سنی تو انہوں نے بالتفصیل روایت بیان فرمائی اور بعض نے اختصار کے ساتھ سنی تو انہوں نے اختصار کے ساتھ روایت نقل کی ہے یا پھر اس اختصار کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ روایت اصلاً بالتفصیل ہی مروی ہو مگر حضرات اصحاب میں بعض نے بعض سے اس لیے اختصار کے ساتھ نقل فرمائی کہ مخاطب نہایت سمجھدار تھے۔

(ج): "أمرت أن اقاتل الناس" سے کون لوگ مراد ہیں؟

امرت ان اقاتل الناس: امام نوویؒ اور ملا علی قاریؒ کی تحقیق یہ ہے کہ اس سے مراد اہلِ اوثان ہیں نہ کہ اہلِ کتاب؛ کیونکہ اہلِ کتاب لا الٰہ الا اللہ کے معترف ہیں، اس کی تائید میں نسائی کی روایت ہے اس میں امرت ان اقاتل المشرکین کا لفظ آیا ہے؛ لیکن ملّا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ صرف ایک روایت کے مطابق ہے بلا شبہ اہلِ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کتاب لاالٰہ الا اللّٰہ کے معترف تھے مگر حدیث شریف کے دوسرے جز محمد رسول اللہ کے مقر نہیں تھے؛ اس لیے اہلِ کتاب بھی اس حکم میں شامل ہوں گے۔ شارح مشکوٰۃ علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ "النـــاس" سے عام لوگ مراد ہیں مگر آیت کے ذریعہ اہلِ کتاب کو خاص کرلیا گیا ہے۔ ملاّ علی قاری فرماتے ہیں یہ جواب اولیٰ ہے۔

مذکورہ حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ روزہ اور حج کے منکر کے ساتھ...:

سوال: اس سے معلوم ہوا کہ روزہ اور حج کے منکر کے ساتھ قتال نہیں کیا جائے گا؛ کیونکہ حدیث میں ان دونوں کا ذکر نہیں؟

جواب: صوم اور حج کا ذکر حدیث میں اس لیے نہیں کیا گیا کہ اس وقت تک یہ دونوں فرض نہ ہوئے تھے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ نماز بدنی عبادات اور زکوٰۃ مالی عبادات جو کہ اصل تھی اس کو ذکر کردینا ہی کافی ہے۔

۳۱- ابن ماجہ

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ أَنَّهُ يُجْمَعُ خَلْقُ أَحَدِكُمْ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ إِلَيْهِ الْمَلَكَ فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَقُوْلُ اكْتُبْ عَمَلَهُ وَأَجَلَهُ وَرِزْقَهُ وَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيْدٌ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَايَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَايَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): "وهو الصادق المصدوق" اور "انه يجمع خلق احدكم في بطن امه" کی تشریح کریں؟

(ج): صحیحین کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً نطفہ ہی سے ایک فرشتہ مقدر ہوتا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تیسرے چلّے میں فرشتے کو مقرر کیا جاتا ہے تو دونوں میں تعارض ہوا آپ اس تعارض کو رفع کریں؟

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہم سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (دراں حالانکہ آپ سچے ہی نہیں بلکہ آپ کی سچائی مسلم ہے) کہ تم میں سے ہر ایک شخص کا مادۂ خلقت رحمِ مادر میں چالیس روز تک جمع رہتا ہے پھر چالیس روز تک دمِ بستہ کی شکل میں رہتا ہے پھر اگلے چالیس روز میں گوشت کے ٹکڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے؛ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کا عمل، زندگی، رزق اور یہ شخص نیک بخت ہوگا یا بد بخت اس کو لکھو، (چنانچہ فرشتہ حکمِ خداوندی کے مطابق لکھ دیتا ہے پھر آپ نے کلام کو مؤکد کرتے ہوئے فرمایا کہ) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے لاریب تم میں کا ایک شخص اہلِ جنت جیسا عمل کرتا ہے یہاں تک کہ جنت اور اس شخص کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے؛ لیکن اس پر نوشتہ تقدیر غالب آجاتا ہے اور وہ اہلِ جہنم کا عمل

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کرتا ہے اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں کا ایک شخص اہلِ جہنم جیسا عمل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر نوشتۂ تقدیر اس پر غالب آجاتا ہے؛ چنانچہ وہ اہلِ جنت کا عمل کرتا ہے اور جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

(ب): "وهو الصادق المصدوق" کی تشریح:

هو الصادق المصدوق: اس جملے کے متعلق ملاّ علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ اس میں دو احتمال ہیں: ایک یہ کہ اس کو جملہ حالیہ قرار دیا جائے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ آپ فی الواقع سچے ہیں اور آپ کی سچائی بین الناس مسلم بھی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس جملہ کو معترضہ مانا جائے۔ ملاّ علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اس کو جملہ معترضہ قرار دینا ہی اولیٰ اور بہتر ہے؛ کیونکہ اس وقت تمام صورت میں صفت مذکورہ عام رہے گی، کسی ایک حالت کے ساتھ خاص نہ ہوگی، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ عام طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صفت کے ساتھ بیان فرماتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنوں ہی میں نہیں؛ بلکہ تمام عرب میں آپ اپنی نیکی، خوش اخلاقی، دیانت، امانت، صداقت اور راست بازی کی وجہ سے الصادق الامین کے لقب سے مشہور تھے، نام لے کر آپ کو نہیں پکارا جاتا تھا۔ آپ قبل النبوۃ تمام ممالک عرب میں الامین، الصادق کے لقب سے معروف تھے۔

"انه يجمع خلق احدكم في بطن امه" کی تشریح:

أنه يجمع خلق أحدكم في بطن امه: یعنی انسان کے مادہ خلقت کو اللہ تعالیٰ ماں کے رحم میں ٹھہراتا ہے۔ صاحبِ نہایہ لکھتے ہیں کہ جمع سے مراد رحمِ مادر میں نطفہ کا استقرار ہے شارح مشکوۃ علاّمہ طیبیؒ اس حدیث کی شرح میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کا قول نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کی مشیت سے مرد کا نطفہ رحمِ مادر میں پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت سے اس سے تخلیقِ بشر ہوتی ہے تو وہ نطفہ عورت کے رگ وریشہ میں سرایت کر جاتا ہے اور چالیس دن تک اسی حالت میں رہتا ہے پھر خون کی شکل میں رحم میں آکر جمع ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں یجمع سے یہی مراد ہے۔ حافظ ابن حجرؒ جمع کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی تخلیق کا ارادہ کرتے ہیں اور شوہر، بیوی سے جماع کرتا ہے تو اس کا نطفہ عورت کی تمام رگوں اور تمام اعضاء میں سرایت کر جاتا ہے پھر ساتویں دن اللہ تعالیٰ اس کو جمع فرماتے ہیں پھر جس صورت میں چاہتے ہیں بنا ڈالتے ہیں یہ مضمون حدیث شریف میں بھی مذکور ہے۔

(ج): صحیحین کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً نطفہ ہی سے ...:

سوال: صحیحین کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً نطفہ ہی سے ایک فرشتہ مقدر ہوتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تیسرے چلّے میں فرشتے کو مقرر کیا جاتا ہے تو دونوں میں تعارض ہوا؟

جواب: حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ تین چلوں یعنی چار ماہ کے بعد فرشتے کو لکھنے کا حکم ہوتا ہے یا پھر یہ کوئی دوسرا فرشتہ ہے جو تصرف کے لیے نہیں؛ بلکہ کتابت کے لیے ہوتا ہے اور ابتداءً نطفہ سے جو فرشتہ مقرر ہوتا ہے وہ تصرف اور حفاظت کے لیے ہوتا ہے، لہٰذا اب کوئی تعارض نہ رہا۔

۳۲- ابن ماجہ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِيَدِهٖ عُوْدٌ فَنَكَتَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ مَامِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّاوَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

أَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ لَا اعْمَلُوا وَلَا تَتَّكِلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ ثُمَّ قَرَأَ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى.

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): "قیل یا رسول اللہ افلانتکل... ولاتتکلوا" کی تشریح کریں؟

(ج): مذکورہ حدیث میں ایک سوال ہوتا ہے کہ "مقعدہ من الجنة ومقعدہ من النار" سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کے لیے جنت وجہنم دونوں ہی ٹھکانے ہیں، حالانکہ ٹھکانہ تو ایک ہی جگہ ہوتا ہے؟

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ زمین کرید رہے تھے پھر آپ نے اپنے سر مبارک کو اٹھایا اور فرمایا نہیں ہے تم میں سے کوئی شخص مگر اس کا ٹھکانہ جنت یا جہنم میں لکھا جا چکا ہے (صحابہ کرامؓ نے معلوم کیا) یا رسول اللہ! پھر ہم نوشتۂ تقدیر پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں، آپ نے فرمایا نہیں عمل کرتے رہو اور بھروسہ مت کر بیٹھو، اس لیے کہ ہر شخص کو وہی عمل میسر کیا جاتا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے پھر آپ نے اس آیتِ کریمہ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى الخ﴾ کی تلاوت

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

فرمائی، پس جس نے اللہ کی راہ میں مال دیا اور پرہیز گاری کا طریقہ اپنایا اور اچھی بات (توحید ورسالت) کو سچا مانا تو ہم اس کے لیے آسانی کی جگہ (جنت) میسر کردیں گے اور جس نے راہِ خداوندی میں خرچ کرنے سے بخل کیا، اور دنیاوی خواہشات کی تکمیل میں مشغول ہوکر آخرت کی نعمتوں سے بے پرواہ ہوگیا اور اچھی بات (توحید ورسالت) کو جھٹلایا تو ہم اس کے لیے مشکل کی جگہ (دوزخ میں لے جانے والے اعمال) میسر کردیں گے۔

(ب): "قیل یا رسول اللہ افلانتکل... ولاتتکلوا" کی تشریح:

قیل یا رسول اللہ افلانتکل قال لا! اعملوا ولاتتکلوا: جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ ہر شخص کا ٹھکانہ جہنم میں لکھا جاچکا ہے اور یہ اللہ کے علم میں آچکا ہے کہ کون جنتی ہے اور کون جہنمی، اس سے ہر اس شخص کے ذہن میں ایک فطری سوال پیدا ہوگا جو تقدیرِ الٰہی پر ایمان رکھتا ہو کہ جب اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے ٹھکانے اپنے علم میں متعین کرچکا ہے اور یقیناً وہی ہوگا جو تقدیر میں لکھا ہوا ہے وہ ٹلنے والا نہیں ہے تو پھر اعمالِ حسنہ کی بجاآوری اور منکرات ومنہیات سے اجتناب کی کیا ضرورت ہے، ہم تقدیرِ الٰہی اور نوشتۂ خداوندی پر تکیہ کرکے نہ بیٹھ جائیں اور عمل کو چھوڑدیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں؛ بلکہ عمل کرتے رہو نوشتۂ تقدیر پر اعتماد کرکے عمل خیر کو مت چھوڑو؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ انھیں اعمال کی توفیق دیتے ہیں جن کے لیے انسان کو پیدا کیا گیا ہے اگر کوئی عملِ خیر کررہا ہے، نماز، روزہ، حج اور دیگر عبادتیں انجام دے رہا ہے تو یہ اس کے لیے نیک فالی اور جنتی ہونے کی علامت ہے اور اگر کوئی عملِ بد کرتا ہے تو یہ اس کی شقاوت اور بدبختی کی علامت ہے۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان مالک اور مملوکیت کا تعلق ہے تو یہ سوال اُٹھانا ہی بے جا ہے کہ ہمارے کرنے سے کچھ فائدہ ہوگا یا نہیں ہوگا۔ ظاہر ہے کہ مامور کا وظیفہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

امتثالِ امر ہے، نتائج وعواقب کیا ہوں گے یہ مامور کے وظیفہ سے خارج ہے جب تعلق مالکیت ومملوکیت کا ہے تو کسی بندے کے اختیار میں نہیں ہے کہ عبادت یا ترکِ عبادت کرے اور اس کو سبب مستقل مان کر دخولِ جنت وعدمِ دخولِ جنت کے لیے علتِ تامہ ہونے کا فیصلہ کرے۔

(ج): مذکورہ حدیث میں ایک سوال ہوتا ہے کہ "مقعده من الجنة الخ....:

سوال: یہاں ایک سوال ہوتا ہے کہ "مقعده من الجنة ومقعده من النار" سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کے لیے جنت وجہنم دونوں ہی ٹھکانے ہیں، حالانکہ ٹھکانہ تو ایک ہی جگہ ہوتا ہے؟

جواب: اس سوال کا حل یہ ہے کہ یہاں واؤ اپنے معنیٰ اصلی جمع کے لیے نہیں ہے؛ بلکہ واؤ بمعنیٰ او ہے، لہٰذا کوئی اشکال نہیں اور واؤ کا او کے معنیٰ میں ہونا کلامِ عرب میں شائع وذائع ہے؛ نیز ایک حدیث میں لفظ او ہی آیا ہے۔ مگر محشی بخاری نے لمعات کے حوالہ سے لکھا ہے کہ واؤ کے ساتھ ہی صحیح ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں ہر ایک شخص کے لیے ایک جگہ بنائی ہے اور جہنم میں بھی ایک جگہ بنائی ہے پھر انسان جیسا عمل کرتا ہے اسی کے مطابق اس کو اس کے ٹھکانہ پر رکھا جاتا ہے۔

۳۳-ابن ماجہ

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى يَاآدَمُ أَنْتَ أَبُونَا خَيَّبْتَنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ فَقَالَ لَهُ آدَمُ يَامُوسَى اصْطَفَاكَ اللّٰهُ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بِكَلَامِهِ وَخَطَّ لَكَ التَّوْرَاةَ بِيَدِهِ أَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي بِأَرْبَعِينَ سَنَةً فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى ثَلَاثًا.

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): حدیث شریف تشریح کریں؟

(ج): عصمتِ انبیاء کے سلسلے میں اقوال تحریر کریں؟

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت طاؤس سے فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے خبر دے رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین باہم بحث ومباحثہ ہوا؛ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا: اے آدم! تم ہمارے باپ ہو تم نے ہی ہمیں ذلیل کیا اور جنت سے اپنے جرم کی پاداش میں ہمیں نکلوا دیا، حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام! اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی ہم کلامی کے لیے منتخب کیا، اور تمہارے لیے توریت کو اپنے دستِ مبارک سے لکھا تو کیا تم مجھے اس بات پر ملامت کرتے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے چالیس سال قبل مقدر فرما دیا تھا؛ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام سے جیت گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلمہ کو تین مرتبہ فرمایا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب): حدیث شریف تشریح:

احتج آدم و موسٰی: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کے زمانے میں ایک طویل عرصہ کا فاصلہ ہے پھر یہ مباحثہ اور مناظرہ ان دونوں کے درمیان کس طرح ہوا، اس کی کیا صورت پیش آئی؟ اس سوال کے جواب میں علماء نے مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔

(۱) حضرت آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان یہ مناظرہ دنیاوی زندگی میں پیش آیا تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں زندہ فرمایا تھا یا صرف ان کی روح کو اس دنیا میں بھیج دیا گیا تھا، اس طرح دونوں حضرات کی ملاقات ہوگئی۔ یہی رائے قاضی عیاضؒ کی ہے؛ کیونکہ شہداء کی زندگی ثابت بالنص ہے۔

(۲) ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی قبر سے حجابِ ظاہری اُٹھادیے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کی روح سے گفتگو کی ہو۔

(۳) بعض علماء نے فرمایا کہ قدرتِ الٰہی سے یہ مباحثہ اور مناظرہ عالمِ رویا میں ہوا ہے اور حضرات انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی الٰہی کے حکم میں ہوتا ہے۔

(۴) بعض شراح حدیث نے فرمایا کہ یہ مکالمہ شبِ معراج میں پیش آیا تھا۔

(۵) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی روح کو منجذب کر کے اس جگہ پہنچادیا گیا ہو جہاں حضرت آدم علیہ السلام موجود تھے پھر مکالمہ ہوا۔ ہو۔

(٦) علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ کا قول ہے کہ آدم علیہ السلام کی وفات کے بعد عالمِ برزخ میں یہ روحانی ملاقات ہوئی ہو یہی رائے علامہ قابسی کی بھی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج): عصمتِ انبیاء کے سلسلے میں اقوال:

یہاں ایک مسئلہ یہ آیا حضرات انبیاء کرام سے گناہوں کا صدور ممکن ہے؟ اگر نہیں تو پھر حضرت آدم علیہ السلام سے یہ لغزش کیوں صادر ہوئی کیا یہ عصمت کے منافی نہیں ہے؟

اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ عصمتِ انبیاء کے متعلق چار مذاہب ہیں:

(۱) فرقہ کرامیہ، مرجیہ، یہود ونصاری اور اشعریہ میں سے ابن طیب باقلانی وغیرہ گمراہ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے گناہِ صغیرہ وکبیرہ دونوں کا صدور ہوتا ہے اور قصداً وعملاً ہوتا ہے الّا یہ کہ وہ احکامِ الٰہیہ کی تبلیغ میں جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔

(۲) فرقہ کرامیہ میں بعض کا قول یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے تبلیغ میں بھی کذب واقع ہوا ہے حتی کہ کفر بھی کر لیتے ہیں، نعوذ باللہ من ذالک. یہ دونوں قول خالص کفر، اور شرک محض ہیں ایسے عقائد رکھنے والا شخص مرتد اور مباح الدم ہے۔

(۳) فرقہ اشعریہ میں سے ابن فورک کی رائے یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے گناہِ کبیرہ کا صدور قطعاً ممکن نہیں ہے؛ البتہ صغائر کا صدور ان سے عمداً بھی ہوجاتا ہے۔

(۴) اہلِ سنت والجماعت، معتزلہ، نجاریہ، خوارج اور شیعہ کے یہاں حضرات انبیاء کرام تمام صغائر وکبائر سے بالکل پاک اور معصوم ہوتے ہیں، ان سے گناہوں کا صدور ممکن نہیں ہے، ابن فورک اور باقلانی کے استاد ابن مجاہد اشعری کی بھی یہی رائے ہے۔

۳۴- ابن ماجہ

حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ دُعِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

إِلٰى جَنَازَةِ غُلَامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ طُوْبٰى لِهٰذَا عُصْفُوْرٌ مِنْ عَصَافِيْرِ الْجَنَّةِ لَمْ يَعْمَلِ السُّوْءَ وَلَمْ يُدْرِكْهُ قَالَ أَوَغَيْرُ ذٰلِكَ يَاعَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ أَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ أَصْلَابِ آبَائِهِمْ وَخَلَقَ لِلنَّارِ أَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ أَصْلَابِ آبَائِهِمْ.

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): اطفالِ مسلمین کے سلسلے میں اہلِ سنت والجماعت کی کیا رائے ہے تحریر کریں؟

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار کے ایک بچہ کے جنازہ میں مدعو کیا گیا تو میں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس بچہ کے لیے خوش خبری ہے جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے اس نے کوئی عملِ سوء نہیں کیا اور نہ زمانہ بلوغیت کو پایا، آپ نے (حضرت عائشہؓ کو بطورِ تنبیہ) فرمایا کہ کیا ایسا ہی ہے اے عائشہؓ! یا اس کے علاوہ؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو جنت کے لیے پیدا فرمایا ہے جبکہ وہ اپنے اپنے باپ کی پشت میں تھے اور کچھ لوگوں کو جہنم کے لیے پیدا فرمایا جبکہ وہ اپنے باپ کے صلب میں تھے۔

(ب): اطفالِ مسلمین کے سلسلے میں اہلِ سنت والجماعت کی رائے:

امام نوویؒ، شاہ عبدالحق دہلویؒ، ملّا علی قاری اور امام ابومحمد بن علی بن احمد بن حزم الظاھریؒ (المتوفی ۴۵۶ھ) اور تمام اہلِ سنت کی رائے یہ ہے کہ مسلمانوں کے نابالغ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بچے تبعاً للوالدین بالیقین جنتی ہیں۔ بعض دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں توقف اور سکوت اختیار کیا جائے ان حضرات کی دلیل یہی حدیث عائشہؓ ہے، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو محض اس پر تنبیہ فرمائی کہ انہوں نے انصار کے ایک بچہ کے متعلق کہہ دیا تھا کہ یہ بچہ جنت کی چڑیوں میں سے ایک ہے۔

اہلِ سنت کی طرف س اس حدیث کے متعدد جوابات دیے جاتے ہیں: حدیثِ عائشہؓ ابتداء پر محمول ہے، بعد میں آپ کو اطفال المسلمین کے قطعی جنتی ہونے کا علم دیا گیا تھا؛ چنانچہ ایک حدیث میں ہے:"والمولود في الجنة"۔ دوسری میں ہے:"ان المؤمنين واولادهم في الجنة" معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے نابالغ بچے جو مر جائیں گے وہ بالیقین جنتی ہوں گے؛ نیز ایک حدیث اور ہے جو بالکل صحیح ہے "مامن مسلم يموت له ثلاثة من الولد لم يبلغوا الحنث الاادخله الجنة بفضل رحمته اياهم". پس ان احادیث سے روزِ روشن کی طرح یہ بات آشکارہ ہوگئی کہ مسلمانوں کے بچے بالیقین جنتی ہیں۔ مسلمانوں کے نابالغ بچے اپنے والدین کے تابع ہو کر جنتی ہوتے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے قول سے اس بچہ کے والدین کا قطعی جنتی ہونا معلوم ہو رہا تھا؛ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادب سکھانے کے لیے انکار فرمایا۔

۳۵-ابن ماجہ

حَدَّثَنَا أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ مَوْلَى أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرَ لَهَا شَيْئًا مِنَ الْقَدَرِ فَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِيْ شَيْئٍ مِنَ الْقَدَرِ سُئِلَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيْهِ لَمْ يُسْأَلْ عَنْهُ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): "ومن لم يتكلم فيه لم يسئل عنه" کا مطلب تحریر کریں؟

(ج): قضاء وقدر کی لغوی تحقیق کریں؛ نیز یہ بھی بتائیں کہ تقدیر کی کتنی قسمیں ہیں؟

الجواب

(الف): عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر مسئلہ قدر پر کچھ بات ذکر کی، تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص تقدیر کے مسئلہ میں مباحثہ کرے گا قیامت کے روز اس سے باز پرس ہوگی اور جس نے تقدیر کے مسئلہ میں مباحثہ نہیں کیا اس سے کچھ باز پرس نہیں ہوگی۔

(ب): "ومن لم يتكلم فيه لم يسئل عنه" کا مطلب:

ومن لم يتكلم فيه لم يسئل عنه: اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ جس آدمی نے تقدیر کے مسئلہ میں بحث ومباحثہ، جدل ومجادلہ نہیں کیا، اور اس کی گرہ کشی کے لیے اپنی عقل وفہم کو استعمال نہیں کیا، تو اس سے قیامت کے دن اس کے متعلق سوال نہیں ہوگا کہ تم نے ایسا کیوں نہیں کیا؛ اس لیے کہ انسان صرف دلائلِ نقلیہ کی روشنی میں ایمان بالقدر کا مکلف ہے، لہٰذا جن چیزوں کی بنیاد نقلی دلائل پر ہے اور عقلی رسائی وہاں تک ممکن نہیں ہے تو ان پر اجمالی طور پر ایمان لانا کافی ہے تفصیلی ایمان کا بندہ مکلف نہیں ہے؛ اس لیے سوال بھی نہ ہوگا اور جن مسائل واحکام کی حقیقت کا انکشاف انسان اپنی عقل و دانائی سے کرتا ہے وہاں ایمان بالاقرار مطلوب ہے اور انکار پر قیامت کے دن مواخذہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہوگا۔حدیث شریف میں چونکہ ایمان بالقدر کا ذکر ہے اور اسمیں بحث ومباحثہ کی ممانعت ہے؛اس لیے حدیث شریف کی تخریج یہاں کی گئی۔

(ج): قضاء وقدر کی لغوی تحقیق:

ابن قتیبہ نے امام القراء امام کسائی سے نقل کیا ہے:قَدَرٌ، قَدْرٌ دال کے فتحہ اور سکون کے ساتھ مشہور ہے۔

اوردونوں طرح سے قرآنِ کریم میں آیا ہے؛چنانچہ ارشاد ہے:﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾، ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾، ﴿وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ﴾.

قدر کے لغوی معنیٰ اندازہ کرنا۔تقدیر کے معنیٰ حکم لگانا،فیصلہ کرنا اور قضاء کا لغوی ترجمہ ہے:فیصلہ کرنا قضی، یقضی (ض) قضاء الشيء: مضبوطی سے بنانا۔ حاجتہ ضرورت پوری کرنا۔

تقدیر کی کتنی قسمیں ہیں؟

تقدیر کی دو قسمیں ہیں: (۱)تقدیر مبرم (۲)تقدیر معلق

تقدیر مبرم: وہ ہے کہ جس میں تبدل وتغیر اور ردوبدل کی قطعاً گنجائش نہ ہو؛ بلکہ قطعی طور پر متعین ہو۔

تقدیر معلق: وہ تقدیر ہے کہ لوحِ محفوظ میں مثلاً یہ لکھا ہوا ہو کہ اگر یہ شخص حج وغیرہ کرے گا تو بیس سال بچے گا ورنہ پندرہ سال زندہ رہے گا یہاں یہ بات واضح رہے کہ تقدیر معلق بھی علمِ الٰہی کے مطابق مبرم ہی ہوتی ہے، معلق تو صرف لوحِ محفوظ کے اعتبار سے ہے،قرآن کریم میں ﴿يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ﴾ جو فرمایا گیا ہے یہ محو واثبات لوحِ محفوظ کے اعتبار سے ہے نہ کہ علمِ خداوندی کے اعتبار سے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

۳۶-ابن ماجہ

حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي حَيَّةَ أَبُوجَنَابِ الْكَلْبِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاعَدْوَى وَلَاطِيَرَةَ وَلَاهَامَةَ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ الْبَعِيرَ يَكُونُ بِهِ الْجَرَبُ فَيُجْرِبُ الْإِبِلَ كُلَّهَا قَالَ ذٰلِكُمُ الْقَدَرُ فَمَنْ أَجْرَبَ الْأَوَّلَ.

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): حدیث شریف کی تشریح کریں؟

(ج): "ولاھامة" سے کیا مراد تحریر کریں؟

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (اسلام میں) نہ چھوت ہے اور نہ بدشگونی اور نہ کسی پرندے سے بدفالی۔ (آپ کی بات سن کر) ایک اعرابی آدمی آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اونٹ کو دیکھ رہے ہیں کہ کھجلی تو کسی ایک کو ہوتی ہے پھر تمام اونٹوں میں ہو جاتی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ تقدیر کی باتیں ہیں (اچھا یہ بتاؤ کہ) پہلے اونٹ میں کس نے کھجلی پیدا کی؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب): حدیث شریف کی تشریح:

لاعدویٰ: عدوي اعداء کا اسم ہے جب کوئی بیماری مریض سے متعدی ہوکر دوسرے کو لگ جاتی ہے تو اس کو عـدوی کہا جاتا ہے، محدثین نے اس جملہ کی تشریح میں قدرے اختلاف کیا ہے؛ چنانچہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی مرض مؤثر حقیقی ہوکر متعدی نہیں ہوتا ہے۔ دورِ جاہلیت میں عام طور سے یہ عقیدہ لوگوں میں خوب پایا جاتا تھا کہ اگر تندرست وصحت مند آدمی کسی مریض کے پاس بیٹھے یا اس کے ساتھ کھائے تو اس کا مرض اس تندرست آدمی میں منتقل ہوجاتا ہے پس اسی جاہلی عقیدہ کا حدیث شریف میں ابطال کیا گیا ہے کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ نے جس طرح اوّل کو مرض میں مبتلا کردیا اسی طرح اس کو بھی کردیا، ورنہ اوّل مریض کو مرض کہاں سے لاحق ہوا ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے مرض میں مبتلا کیا، دیگر بعض علماء فرماتے ہیں کہ لاعـدوی کا مطلب یہ ہے کہ کوئی خاص امراض میں اسباب کے لحاظ سے یہ اعتقاد نہ رکھا جائے کہ مؤثر حقیقی تعدیہ ہے حدیث شریف "فمن اجرب الاوّل" سے اسی جانب اشارہ ہے۔

(ج): "ولاھامۃ" سے مراد:

ولاھامۃ: ھامۃ بفتح المیم مخففاً یہی مشہور ہے بعض نے بفتح المیم مشدداً پڑھا ہے۔ ہامہ سے کیا مراد ہے؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ ایک بہت بڑا پرندہ ہے راتوں کے پرندے میں سے، بعض علماء نے کہا کہ ہامہ سے اُلّو مراد ہے جب اہلِ عرب میں سے کسی کے گھر پر بیٹھتا تو وہ اس سے اپنی موت یا بعض اہل کی موت کی بدشگونی لیتے تھے۔ بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ پرندہ ہے جو بزعم عرب میت کی بوسیدہ ہڈیوں سے بنتا ہے اور اُڑتا رہتا ہے جو نحوست کا سبب ہے، یا میت کے سر سے ایک پرندہ نکل آتا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے جس کا نام ہامہ ہے جو ہمہ وقت یہ فریاد کرتا رہتا ہے کہ مجھے پانی دو اور جب تک اس کے قاتل کو نہ قتل کیا جائے یہ فریاد جاری رہتی ہے۔ بعض نے کہا کہ مقتول شخص کی روح یا اس کی ہڈی ہی بوم کی شکل اختیار کر لیتی ہے بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے وہ پرندہ مراد ہے جو میت کے گھر آیا جایا کرتا ہے اور اس کے گھر والوں کی خبریں لے آیا اور لے جایا کرتا ہے۔

الغرض! اس سے کچھ بھی مراد ہو، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانۂ جاہلیت کے فاسد عقائد اور گندے خیالات کی تردید فرمائی ہے اور فرمایا کہ ذالکم القدر جو کچھ بھی ہوتا ہے سب اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوتا ہے اور تقدیر الٰہی کے مطابق وجود میں آتا رہتا ہے اگر امراض میں تعدیہ ہوتا اور مریضوں سے مخالطت کی وجہ سے بیماری منتقل ہوتی تو پھر پہلے اونٹ کو خاش کیوں آئی؟ اس نے تو کسی کی مخالطت نہیں کی، معلوم ہوا کہ سب کچھ تقدیر باری اور فیصلۂ خداوندی کے مطابق ہوتا ہے۔

۳۷-ابن ماجہ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا خَالِي يَعْلَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِيْ جَارِيَةً أَعْزِلُ عَنْهَا قَالَ سَيَأْتِيْهَا مَاقُدِّرَ لَهَا فَأَتَاهُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ قَدْحَمَلَتِ الْجَارِيَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاقُدِّرَ لِنَفْسٍ شَيْئًا إِلَّاهِيَ كَائِنَةٌ.

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): عزل کے متعلق اقوال ائمہ تحریر کریں؟

(ج): عزل کے سلسلے میں شرعی حکم کیا ہے؟ تحریر کریں؛ نیز یہ بھی تحریر کریں کہ **"سیأتیها ماقدلها"** کا مطلب کیا ہے؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الجواب

(الف): عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انصار کا ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ایک باندی ہے جس سے میں عزل کرنا چاہتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لیے جو مقدر ہو چکا ہے وہ ہو کر رہے گا پھر وہ شخص کچھ دنوں کے بعد آیا اور کہنے لگا باندی تو حاملہ ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے لیے جو چیز مقدر ہو چکی ہے وہ بہر حال ہو کر رہے گی۔

(ب): عزل کے متعلق اقوالِ ائمہ:

اپنی باندی کے ساتھ عزل کرنا اس کی رضامندی کے بغیر بھی جائز ہے، جبکہ حرہ منکوحہ کے ساتھ عزل کرنے کے لیے اس سے اجازت لینی اور اس کی رضامندی ضروری ہے۔ حرہ منکوحہ کی اجازت کے بغیر عزل جائز نہیں ہے۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حرہ منکوحہ سے بھی عزل کے لیے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنا بلا کراہت جائز ہے **لان المرأة لاحق لها في الجماع اصلًا عنده.**

اس کے برخلاف حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ منکوحہ حرہ سے عزل کے لیے اجازت لینی ضروری ہے، اس کی اجازت اور رضامندی کے بغیر عزل جائز نہیں ہے؛ اس لیے کہ جماع کرنا عورت کے حقوق میں سے ہے اور اس کا مطالبہ کر سکتی ہے، **لان الجماع من حق المرأة اوّلها المطالبة به.**

نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث شریف میں ہے: **انــه نهٰی ان یعزل عن الحــرة إلا بـاذنها.** حرہ عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنے سے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

روکا گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت مذہبِ حنفیت کی بھرپور تائید کررہی ہے، اس روایت کی وجہ سے بہت سے شوافع بھی جمہور کے ساتھ ہوگئے ہیں؛ چنانچہ علاّمہ ابن عبدالبر مالکیؒ، علاّمہ ابن ہبیرہؒ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ اگر منکوحہ عورت حرہ ہوتو اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنا جائز نہیں، قال ابن عبدالبر لاخلاف بين العلماء انه لايعزل عن الزوجة الحرة بغير اذنها.

اگر کسی کی باندی کسی کی منکوحہ ہوتو اس سے عزل کرنے کے لیے اس کے مولیٰ سے اجازت لینی پڑے گی جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ (ایک قول کے مطابق) اور جملہ احناف کا مذہب بھی یہی ہے۔ حضرت امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ خود اس منکوحہ باندی سے اجازت ضروری ہے، مولیٰ سے اجازت لینی ضروری نہیں لان الوطي حقها حتى ثبت لها ولاية المطالبة بالوطي وفي العزل تنقيص حقها فيشترط رضاها كما في الحرة.

امام احمد ابن حنبلؒ کے چار اقوال میں سے ایک قول صاحبین ہی کے مطابق ہے۔

(ج): عزل کے سلسلے میں شرعی حکم کیا ہے؟

عزل کے سلسلے میں عہد صحابہ کرامؓ و تابعینؒ میں بنیادی طور پر دو مذہب ملتے ہیں:

پہلا مذہب: حضرت عمر، حضرت عثمان، عبداللہ بن مسعود، ابن عمر، ابوامامہ رضی اللہ عنہم، حضرت نافع، علاّمہ نووی اور محدث جلیل علاّمہ انور شاہ کشمیری رحمہم اللہ وغیرہ اس بات کے قائل ہیں کہ عزل مکروہ اور تقریباً ناجائز ہے؛ کیونکہ یہ فعل نسلِ انسانی کے لیے زبردست مضر ہے اور یہ وادِ خفی کے ہم معنیٰ ہے جس کی ممانعت حدیث میں وارد ہوئی ہے۔

ان حضرات کی دلیل مسلم شریف کی روایت ہے جو حضرت جذالہ بنت وہب اسدی سے مروی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عزل کے بارے میں فرمایا: ذالک الوادالخفي، فهي المؤودة سئلت.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

دوسرا مذہب: عزل کے متعلق دوسرا مذہب یہ ہے کہ عندالعذر بوقتِ مجبوری عزل جائز ہے اور اس وقت یہ عزل وادخفی میں نہیں آتا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد ابن حنبلؒ، محدثینؒ ومفسرینؒ اور جمہور امتؒ کا یہی مذہب ہے اور یہی مذہب مفتیٰ بہ اور صحیح ترین مذہب ہے۔ عورت لاغر وکمزور ہے حمل کو برداشت نہیں کرسکتی ہے یا اس کو بچہ یا خود اپنی جان کا خوف ہو تو ان اعذار کے وقت عزل کی گنجائش ہے اور یہ عزل وادِ خفی میں نہیں آئے گا۔

"سيأتيها ماقدلها" کا مطلب:

سیاتیها ماقدلها: اِس کا مطلب یہ ہے کہ مانع حمل کے لیے اس ظاہری روک تھام میں کوئی فائدہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ جس کے وجود کو تمہارے نطفے سے لکھ چکے ہوں گے وہ ہر حال میں ہو کر رہے گا؛ اس لیے عزل وغیرہ کا طریقہ اختیار کرنا علوق اور عدمِ استقرار کے لیے کوئی سودمند نہیں ہے۔

۳۸- ابن ماجہ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَاإِنِّي أَبْرَأُ إِلَى كُلِّ خَلِيلٍ مِنْ خُلَّتِهِ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَابَكْرٍ خَلِيلًا إِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللّٰهِ قَالَ وَكِيعٌ يَعْنِي نَفْسَهُ.

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): حدیث شریف کی تشریح کریں؟

(ج): فضائلِ صحابہؓ تحریر کریں؛ نیز صحابی کی تعریف کریں؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سنو میں ہر دوست کی دوستی سے الگ تھلگ ہوں اور اگر میں کسی کو دوست بناتا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بناتا بے شک تمہارا ساتھی اللہ تعالیٰ کا دوست ہے حضرت وکیعؒ کہتے ہیں کہ صاحب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی ذات کو مراد لیا ہے۔

(ب): حدیث شریف کی تشریح:

الاانی ابرأ إلی کل خلیل من خلته: اِلّا حرفِ تنبیہ ہے جس سے مخاطب کو متوجہ کیا جاتا ہے اور ابــرأ کے معنیٰ میں ہے جس کے معنیٰ ہیں: براءت ظاہر کرنا۔ خلہ کی تفسیر میں امام نوویؒ شارح مسلم نے کم وبیش آٹھ اقوال نقل کیے ہیں؛ مگر اصح اور مشہور یہ ہے کہ اسکو خلۃ بضم الخاء سے مشتق مانا جائے گا تو اس کے معنیٰ خالص اور جانی دوست کے ہوں گے لفظ خلۃ کے معنیٰ میں سرایت کرنے والی دوستی اور محبت کا مفہوم ہے یعنی ایسی محبت جو دوستی جو قلب کی گہرائیوں تک سرایت کررہی ہو کہ باہمی راز ونیاز اور دل کی باتوں میں کوئی خفا باقی نہ رہے محبوب کے محبّ کے ظاہر تو ظاہر باطنی جذبات وخیالات اور احساسات تک پر حکمران اور محرم اسرار بنانے کا تقاضا کرے۔ پس حدیث شریف کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر میرے لیے یہ روا اور جائز ہوتا مخلوق میں کسی کو اس کی شان وصفت کے ساتھ اپنا سچا جانی اور محبوب بناؤں کہ اس کی محبت وعقیدت کے جذبات میرے دل کے نہا خانوں میں سرایت کرجائیں اور میرا محرم اسرار بن جائے، دلی راز ونیاز اس پر بے حجاب ہوجائیں تو میں ابوبکر صدیق ہی کو اس شان سے دوست بناتا جو اس کی اہلیت

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بھی رکھتے ہیں مگر میں نے ان خصوصیات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو اپنا دوست بنالیا ہے جس کی دوستی میرے ظاہر پر حکمران ہے اور باطن پر بھی اور وہی محرم اسرار ہے؛ اس لیے مخلوق میں اس شان وصفت کے ساتھ میرا کوئی دوست نہیں ہے۔

اور اگر خـــلۃ بفتح الخاء سے مشتق مانا جائے تو اس وقت احتیاج وافتقار کے معنیٰ ہوں گے اور حدیث شریف کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر میں کسی کو اپنا ایسا دوست کہ جس کی طرف اپنی ضرورتوں، حاجتوں کے وقت رجوع کروں اپنے جملہ معاملات ومہمات میں اس پر اعتماد واعتبار کروں تو لاریب حضرت ابوبکر صدیق کو بناتا؛ لیکن ایسے تمام اُمور مہمہ میں میرا رجوع صرف اللہ کی طرف ہوتا ہے؛ اس لیے مخلوق میں کسی کو بھی اپنا ایسا دوست نہیں بنایا۔ دوسرے معنیٰ سیاق وسباق کے زیادہ موزوں ہیں؛ مگر محدثین نے اوّل معنیٰ کو راجح قرار دیا ہے۔

مذکرہ بالا تشریح وتوضیح سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایسے خیر مجسم، سلیم الطبع، حق پسند، راست گو تھے کہ ان کی صداقت وصدیقیت اور اشاعتِ اسلام میں غیر معمولی خدمات کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں ان کی محبت سما جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی بشر ہی تھے اور شانِ رسالت ونبوت اور تقضائے عبدیت کے خلاف ہے کہ غیر اللہ سے بے پناہ محبت کی جائے اور ان کی محبت کو دلوں میں سمایا جائے نبی کی ذاتِ اقدس سے یہ سبق ملتا ہے کہ بندہ کے لیے یہ بات تقاضائے عبدیت اور بندگی کے خلاف ہے کہ اس کے دل میں دنیا کے کسی فرد بشر کی محبت پیوست و جاں گزیں ہو۔

(ج): فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم:

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین افضل المسلمین، قرآن حکیم کے مخاطبین اوّلین، خیر الامم اور روح کائنات تھے، جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کی صحبت اور نصرت کے لیے چن لیا تھا یہ وہ قدسی صفات نفوس ہیں جن کے تقویٰ و طہارت، صلاح وخیر، پاک بازی، راست گوئی، حق شناسی کی تعریف خود ربّ العالمین نے کی ہے، جن کی تربیت خود دستِ قدرت نے فرمائی ہے، وہ جہاں آپس میں اخوت و بھائی چارگی، مواساۃ وغمگساری، محبت ومودت، ایثار قربانی میں رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کی شاندار تفسیر تھے، اور جہاں محامد ومکارم، اخلاق وعادات، اوصاف وکمالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے بے مثل و بے مثال نمونہ تھے، وہیں اسلام کے جاں باز سپاہی، دینِ حنیف کے شاندار کمانڈر، اسلام کے خلاف چلنے والی بادِ سموم کے لیے آہنی دیوار، باطل کے مقابلے کے لیے شمشیر بے نیام اور اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ کی عظیم الشان اور نرالی تفسیر تھے اور کیوں نہ ہوتے، انھیں معلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے، درسگاہِ بیت اللہ ملی اور نصاب کتاب اللہ ملی ہے، سبحان اللہ! پھر وہ آسمانِ رشد و ہدایت کے ستارے کیوں نہ قرار پاتے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ.

صحابی کی تعریف:

حافظ ابن حجرؒ، ملاّ علی قاریؒ، شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ صحابی کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں: هو من لقي النبي صلى الله عليه وسلم وعلى آله وصحبه وسلم مؤمنا به ومات على الإسلام ولو تخللت ردة في الاصح.

اس عبارت کی تشریح کرتے ہوئے استاذی الجلیل محدث کبیر حضرت مولانا ومفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ العالی محدث دارالعلوم دیوبند رقم طراز ہیں، صحابی وہ شخص ہے جنہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بحالتِ ایمان ملاقات کی اور اسلام ہی پر ان کا خاتمہ ہوا ہو، اور ملاقات نبوی کے بعد نعوذ باللہ مرتد ہو کر دوبارہ مسلمان ہوئے ہوں تو امام شافعیؒ کے نزدیک بدستور صحابی رہیں گے؛ مگر امام مالکؒ اور امام اعظمؒ کے نزدیک جب تک اسلام لانے کے بعد دوبارہ زیارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو ان

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کو صحابی نہیں کہیں گے؛ کیونکہ جس طرح اسلام قبول کرنے سے سابقہ تمام برائیاں کالعدم ہو جاتی ہیں، مرتد ہونے سے بھی سابقہ تمام نیکیاں کالعدم ہو جاتی ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ چونکہ شافعی ہیں اس لیے اوّل مذہب کو اصح کہا ہے، حالانکہ دلائل کی قوت کے اعتبار سے دوسرا قول اصح ہے۔

۳۹-ابن ماجہ

حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَانَفَعَنِي مَالٌ قَطُّ مَانَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ فَبَكَى أَبُوبَكْرٍ وَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ أَنَا وَمَالِي إِلَّالَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ.

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): حدیث شریف کا مطلب تحریر کریں؟

(ج): خصوصیت حضرت ابوبکر صدیق مختصراً تحریر کریں؟

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جتنا نفع مجھے ابوبکر کے مال نے دیا کسی اور کے مال نے نہیں دیا، راوی کہتے ہیں ابوبکر (یہ سن کر) رو پڑے اور فرمایا یارسول اللہ! میں اور میرا مال صرف آپ ہی کے لیے ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب): حدیث شریف کا مطلب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس وقت آپ کا ساتھ دیا جب پورا مکہ بلکہ پوری دنیا آپ کی دشمن تھی، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد آپ بلا پس وپیش ایمان لائے اور اتنی قربانیاں دیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے تمام لوگوں کے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے، مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بدلہ چکا نہ سکا، اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی اپنی جانب سے بہتر دیگا۔ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چندے کا اعلان کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھر کا نصف سامان لاکر خدمتِ نبوی میں حاضر کر دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر کا سارا سامان لاکر قدمِ نبوی میں ڈال دیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا ابوبکر گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ تو فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا نام چھوڑ دیا، بقیہ سارا سامان حاضر کر دیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ابوبکر سے کبھی نہیں بڑھ سکتا ہوں، الغرض یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی تھے جنہوں نے ہمیشہ ہر موڑ پر اپنے آپ کو زر خرید غلام سے بھی زیادہ فرماں بردار ثابت کیا، اور سچے جاں نثار کی طرح وفادار رہے؛ چنانچہ ہجرت کے واقعات اور آپ کو کندھے پر سوار کر لینے جیسے واقعات سے آپ کے تمام فضائل کی تصدیق ہوتی ہے۔

(ج): خصوصیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سانحہ ارتحال کے بعد باتفاق صحابہ آپ خلیفۃ المسلمین مقرر ہوئے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیک زبان ہو کر آپ کو اپنا خلیفہ اور پیشوا تسلیم کیا، اور آپ کے دستِ اقدس پر بیعت کی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہر طرف فتنہ وفساد، کفر وارتداد کی آندھیاں چلنے لگیں، خطرہ تھا کہ کہیں آفتاب اسلام ان تاریکیوں میں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

نہ آجائے، جہاں سے نکلنا مشکل ہوجائے۔ کچھ لوگ مانعینِ زکوٰۃ پیدا ہوگئے جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے لگے اور جن کے دلوں میں ایمان کی چمک پرے طور پر منعکس نہیں ہوئی تھی ایک ایک کر کے مرتد ہونے لگے، یہ وقت اسلام کے لیے بڑا نازک تھا، ادھر حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے کچھ ہی پہلے رومیوں سے جنگِ موتہ کا انتقام لینے کے لیے لشکرِ اسامہ کو تیار کیا تھا، ادھر زید بن حارثہ کے بیٹے حضرت اسامہ کو اس کا سردار مقرر کیا تھا بعض حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے حکم دیا کہ یہ وقت بڑا نازک وقت ہے؛ اس لیے کچھ عرصے کے لیے لشکرِ اسامہ کی روانگی کو ملتوی کر دیا جائے اور پہلے مرتدینِ اسلام سے نمٹ لیا جائے؛ مگر حضرت ابوبکر صدیق نے اس مشورے کو قبول نہ کیا، فرمایا کہ میں اس جھنڈے کو نہیں کھول سکتا ہوں جسے خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے باندھا ہو۔ الغرض! لشکرِ اسامہ کو روانہ کیا اور ادھر عزمِ صدیقی کے ساتھ مرتدین اور مانعینِ زکوٰۃ سے نہایت حوصلہ مندی اور جواں مردی کے ساتھ جہاد کا اعلان کر دیا، بعض لوگ کہنے لگے جو لوگ صرف زکوٰۃ ادا کرنے ہی سے انکار کرتے ہیں ان کے ساتھ نرمی کی جائے؛ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! اگر کوئی عہدِ رسالت میں بکری کا بچہ بھی بلکہ اونٹ کی رسّی بھی زکوٰۃ میں دے دیتا تھا اور اب انکار کر رہا ہے تو اس سے بھی جہاد کروں گا۔ الغرض! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دورِ خلافت کا بیشتر حصہ کفر و ارتداد کو ختم کرنے اور مدعیانِ نبوت کو قبول کرنے میں صَرف کیا اور یہ آپ کی حیاتِ طیبہ کے چند اہم کارنامے ایسے ہیں جو آپ ہی کا حصہ ہے اور پوری امت پر عظیم الشان احسان ہے۔

۴۰ — ابن ماجہ

حَـدَّثَـنَـا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّلْحِيُّ أَنْبَأَنَا دَاوٗدُ بْنُ عَطَاءٍ الْمَدِيْنِيُّ عَـنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُهُ الْحَقُّ عُمَرُ وَأَوَّلُ مَنْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَأَوَّلُ مَنْ يَأْخُذُ بِيَدِهٖ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ.

(الف): حدیث شریف پراعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): حدیث شریف کا مطلب تحریر کریں؟

(ج): شہادتِ عمرؓ مختصراً تحریر کریں؛ نیز خلافت حضرت عمرؓ تحریر کریں؟

الجواب

(الف): عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلا وہ شخص جس سے حق تعالیٰ کا مصافحہ اور سلام ہوگا حضرت عمر ہیں اور حضرت عمر پہلے وہ شخص ہوں گے جن کا ہاتھ پکڑ کر حق تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔

(ب): حدیث شریف کا مطلب:

اوّل من یصافحه الحق: اس حدیث شریف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جزئی فضیلت کا تذکرہ ہے سب سے پہلا وہ انسان جس سے حق تعالیٰ مصافحہ کرے گا اور سلام کرے گا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی کی ذات بابرکت ہے۔ حق سے کیا مراد ہے؟ اس کے متعلق بعض علماء کرام کی متعدد رائے ہیں: (۱) حق سے مراد اللہ کی ذات ہو۔ (۲) حق سے مراد وہ فرشتہ ہو جو حق پر معاونت کرنے پر مامور ہے اور حق کے اندر مدد کرنے والا ہے، حافظ ابن حجرؒ کی یہی رائے ہے۔ (۳) حق سے مراد حق والا ہے یعنی جو شخص حق سے مربوط ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مصافحہ وسلام کرے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

گا یہ توضیح حضرت الاستاذ مولانا ریاست علی صاحب بجنوری کی تقریری درس کی کاپی سے لی گئی ہے۔ (۴) بعض حضرات نے کہا کہ حق سے یہاں باطل کی ضد مراد ہے اور سلام ومصافحہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حق کے درمیان باہمی مقاربت اور تعلق کو تشبیہ دی گئی ہے یعنی حق گویا ان کی رَگ وریشہ میں پیوست ہو گیا ہے۔ علامہ سیّد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے۔

مگر ان توضیحات کے بعد یہاں حق سے اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھی مراد لیا جا سکتا ہے اور وہ اپنی شان کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام ومصافحہ کرے گا۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ صاحب لکھنوی نے جامع المناقب میں حق کا ترجمہ اللہ ہی سے کیا ہے اور حق خود ذاتِ باری کا صفاتی نام بھی ہے۔

(ج): شہادتِ عمر رضی اللہ عنہ:

مدینہ منورہ میں مغیرہ بن شعبہ ایک نصرانی غلام فیروز نامی تھا جس کی کنیت ابولؤلؤ تھی، اس نے ایک روز برسر بازار حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنے آقا کی شکایت کی کہ مغیرہ مجھ سے زیادہ ٹیکس وصول کرتا ہے، آپ نے معلوم کیا کہ کتنا وصول کرتا ہے؟ کہا روزانہ دو درہم اور میں نجاری نقاشی اور آہنگری کا پیشہ کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری آمدنی کے اعتبار سے کچھ زیادہ نہیں ہے۔ غلام ابولؤلؤ ناراض ہو کر چلا گیا، آپ کے خلاف دل میں نفرت وعداوت کی آگ سلگانے لگا، یہاں تک کہ وہ منحوس دن بھی آ گیا کہ ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ بروز چہار شنبہ کو ابولؤلؤ بد بخت نے آپ پر عین نماز میں قاتلانہ حملہ کر دیا۔ اور لگاتار چھ وار کیے اور خود بھی اپنے آپ کو خنجر مار کر خودکشی کر لی، آپ کے زخمی ہونے کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے نماز پوری فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اسی خون آلود شکل میں گھر لایا گیا، ہوش آنے کے بعد لیٹے لیٹے نماز ادا کی، اور قاتل کے بارے میں معلوم کیا کہ کون میرا قاتل ہے؟ لوگوں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

نے کہا مغیرہ کا غلام ابولؤلؤ ہے، آپ نے شکر ادا کیا کہ کسی مسلمان کے ہاتھ سے میری موت نہیں ہورہی ہے۔ الغرض! بے مثال قائد، عدل وانصاف درخشاں کا ستارہ یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو اپنے وارثوں کو روتا بلکتا عالمِ اسلام کو غمگین چھوڑ کر غروب ہو گیا، جنازے کی نماز صہیب رومیؓ نے پڑھائی اور آپ کے بیٹے عبداللہ نے آپ کو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بائیں جانب سپرد خاک کیا۔ رضی اللہ عنہ ورضوعنہ

خلافتِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ:

یوں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت سے انسانی وایمانی کمالات کے جامع اور اسلامی اوصاف سے آراستہ وپیراستہ تھے؛ مگر عزم اور ارادہ کی قوت، جرأت وہمت، عزم واستقلال اور شجاعت وبسالت آپ کے وہ اوصاف تھے جن میں آپ منفرد اور یکتا تھے، آپ کے اسلام لانے سے پہلے مسلمان دارِ ارقم بن ابی ارقم میں خفیۃً نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتے تھے اور آپ کے اسلام لانے کے بعد علی الاعلان صحن کعبہ میں نماز باجماعت ہونے لگی۔ اور کلمۂ توحید کی صدا مکہ کی گلیوں میں گونجنے لگی۔ عنانِ خلافت سنبھالتے ہی آپ نے عزم کرلیا کہ مشرق ومغرب کے طول وعرض میں اسلامی علم بلند کریں گے اور گوشہ گوشہ میں دینِ حق کا ڈنکا بجائیں گے؛ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دس سالہ مدتِ خلافت میں ۲۲۵۱۰۳ مربع میل پر اسلامی پرچم بلند تھا۔ شام، فلسطین، مصر، جزیرہ روم، بلقان ایشیاء کوچک، سوڈان، خوزستان آرمینیہ، فارس، آذر بائیجان، کرمان، خراسان، ترکستان اور مکران)(جس میں بلوچستان بھی تھا) حکومتِ اسلامی کے زیرنگیں آگئے تھے۔ اور یہ فتوحات صرف خراج وصول کرنے کے لیے نہ تھیں؛ بلکہ اصل مقصد دینِ اسلام کی روشنی گھر گھر پہنچانا۔ اللہ سے بچھڑ ہوئے بندوں کو اللہ تعالیٰ سے ملانا۔ ناانصافی، بددیانتی، بداخلاقی، بدکرداری، دغا وفریب سے نجات دلانا اور کلمۂ حق کو چہاردانگ عالم میں بلند کرنا تھا۔ آپ نے تمام مفتوحہ ممالک

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

میں دینی وتبلیغی مراکز قائم کیے، مساجد، مدارس کی تعمیر کرائی، اور عمال کو ہدایت دی کہ ہر ہر شہر میں ایک مسجد تعمیر کی جائے؛ چنانچہ آپ ہی کے دورِ خلافت میں بصرہ اور کوفہ میں شاندار مسجد تعمیر کی گئی۔ اور ہر ہر قبیلہ کے لیے الگ الگ مسجد تعمیر کی گئی، اسی طرح مصر وشام، فسطاط اور بیروت میں عظیم الشان وسیع وعریض جامع مسجد تعمیر کی گئی، جو آج بھی ان کی لافانی اور بے مثال یادگار ہے۔ بعض مؤرخین نے آپ کے دورِ خلافت میں تعمیر کی گئی مسجدوں کی تعداد چار ہزار لکھی ہے۔ جملہ مفتوحہ علاقوں میں اسلامی تعلیم کی ترویج و اشاعت کے لیے علماء، فقہاء اور واعظین مقرر کردیے تھے: چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت، معاذ بن جبل اور ابودرداء کو ملکِ شام میں اور حبان بن ابی جبلہ کو مصر میں، اور عبداللہ بن مغفل، عمران بن حصین کو بصرہ میں حدیث وفقہ کی تعلیم کے لیے مقرر فرمایا، ان کی تنخواہیں بھی مقرر کیں، تاکہ وہ فارغ البال ہوکر سکون کے ساتھ اشاعتِ دین میں منہمک رہیں۔ آپ اپنے کو بادشاہ نہیں بلکہ خادم سمجھتے تھے، رعایا کے آرام وآسائش کا خیال آپ کو بے چین رکھتا تھا؛ اس کے لیے راتوں کو گشت لگایا کرتے تھے اور حاجت مندوں کی حاجت کو پورا فرماتے تھے، اور مقدمات وخصومات میں عدل وانصاف کی وہ بے مثال خدمات انجام دیں جن پر آج بھی دنیا اَش اَش کرتی ہے اور آپ کے فیصلے کو دستور العمل بناتی ہے۔

۴۱-ابن ماجہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ سَلَّمَ فِي مَرَضِهِ وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي بَعْضَ أَصْحَابِي قُلْنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ أَلَا نَدْعُو لَکَ أَبَابَكْرٍ فَسَكَتَ قُلْنَا أَلَا نَدْعُو لَکَ عُمَرَ فَسَكَتَ قُلْنَا أَلَا نَدْعُو لَکَ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

عُثْمَانَ قَالَ نَعَمْ فَجَاءَ عُثْمَانُ فَخَلَا بِهِ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُهُ وَوَجْهُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ قَالَ قَيْسٌ فَحَدَّثَنِي أَبُوسَهْلَةَ مَوْلٰى عُثْمَانَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ يَوْمَ الدَّارِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا فَأَنَا صَائِرٌ إِلَيْهِ وَقَالَ عَلِيٌّ فِي حَدِيْثِهِ وَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ قَالَ قَيْسٌ فَكَانُوْا يَرَوْنَهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ.

(الف): حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): تشریح کریں؟

(ج): خلافتِ عثمانؓ مختصر انداز میں تحریر کریں؛ نیز شہادتِ عثمانؓ تحریر کریں؟

الجواب

(الف): عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے دوران کہا کہ میری خواہش ہے کہ میرے اصحاب میں سے کوئی میرے پاس ہو، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابوبکر کو بلا دیں؟ آپ نے خاموشی اختیار فرمائی، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! عمر کو بلا دیں؟ پھر بھی آپ نے خاموشی اختیار فرمائی، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! عثمان کو بلا دیں؟ آپ نے جواباً فرمایا ہاں! چنانچہ حضرت عثمان تشریف لائے اور تنہائی میں آپ کے پاس بیٹھ گئے، آپ حضرت عثمان سے گفتگو فرما رہے تھے اور حضرت عثمان کا چہرا رد و بدل ہو رہا تھا، حضرت قیس کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوسہلہ مولیٰ عثمان نے بیان کیا کہ حضرت عثمان بن عفان نے محاصرہ کے دن فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے صبر کی وصیت کی تھی؛ اس لیے میں وصیت پر قائم ہوں اور

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حضرت علی نے اپنی حدیث میں فرمایا کہ میں صبر کرنے والا ہوں حضرت قیس کہتے ہیں کہ حضرت عثمان کے محاصرہ کے دن لوگ ان کے صبر کو دیکھ رہے تھے۔

(ب): تشریح:

ان رسول الله عهدا لي عهدا: اس روایت کی تخریج امام ترمذیؒ نے بھی کی ہے اور امام ترمذیؒ نے اسی حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: فیہ قصة طويلة اس میں طویل قصہ ہے۔ وہ عہد و پیمان کیا تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سرگوشی کی ہے، اس کو خود حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بیان فرایا کہ مجھے صبر و استقامت کی تلقین کی تھی کہ لوگ تمہاری خلافت کے خلاف پروپیگنڈے کریں گے اور خلعت خلافت کو اُتارنے کی ناجائز کوششیں کریں گے، تمہارے اوپر مصائب و آلام کے پہاڑ ڈھائیں گے تو اس وقت تم صبر و استقامت سے کام لینا، خلعتِ خلافت کو ہرگز نہ اُتارنا؛ کیونکہ تم اس دن حق پر ہوگے؛ چنانچہ بلوائیوں نے آپ پر مصیبتوں کے پہاڑ ڈھائے؛ مگر آپ صبر و استقامت اور عزم و استقلال کے پہاڑ بنے رہے، آپ کے متوسلین و محبین نے اصرار بھی کیا کہ ان بلوائیوں کے خلاف کارروائی کی جائے، ان سے مقابلہ کیا جائے اور اجازت طلب کی؛ مگر آپ نے نہ صرف یہ کہ ناپسند کیا بلکہ صراحۃً منع بھی فرمادیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر پورطور پر عمل پیرا رہے، جیسا کہ تاریخ کی کتابوں میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

(ج): خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب باتفاق صحابہ خلیفۃ المسلمین مقرر ہوئے تو اپنے پیشرو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے جانشین ہونے کی حیثیت سے ایک وسیع و عریض بلاد وامصار اور طول وعرض میں پھیلی ہوئی حکومت کی ذمہ داریوں کا بار اُٹھانا پڑا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

زمانۂ خلافت میں فتوحاتِ اسلامیہ کو جس کی داغ بیل حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے ڈالی تھی خوب فروغ اور رواج دیا، ارکئی ملکوں کو اسلامی پرچم کے زیرنگیں کرلیا، آپ ہی کے عہد خلافت میں افریقہ، طرابلس، تونس، الجزائر اور مراکش وغیرہ کے وسیع وعریض علاقوں میں اسلام کا علم بلند کیا گیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت کا ایک بہت اہم کارنامہ بحری مہمات ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ توافواجِ اسلام کو دریا عبور کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے؛ مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کی اجازت دی اور انھوں نے زبردست جنگی بیڑا اُٹھایا، عبداللہ بن قیس کو امیر البحر اور بحری کمانڈر متعین کیا؛ چنانچہ افواجِ اسلام نے بحرروم کا سینہ چاک کر کے قبرص کو فتح کرلیا، اور یہی بیڑہ مصر شام کے ساحلوں پر رومی طاقتوں کے دانت کھٹے کرتا رہا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو حیرت انگیز فوجی انتظامات کیے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو اور مستحکم کیا، خوب ترقی دی، فوجی محکمہ کو انتظامی محکمہ سے الگ کردیا، فوجیوں کے وظائف میں سو، سو درہم کا اضافہ کردیا اور فوجی نظام نہایت ہی مضبوط بنایا۔ عہد عثمانی میں مسجد حرام اور مسجد نبوی دونوں کی توسیع کی گئی، مدینہ اور کوفہ میں مہمانوں کے لیے دار الضیوف کا انتظام کیا گیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا سب سے بڑا اور اہم دینی کارنامہ حفاظتِ قرآنِ کریم اور اس کی اشاعت ہے۔ شیخین کے زمانے میں جو قرآن کریم جمع کیا گیا تھا اس کو لغتِ قریش میں کتابت کرواکے تمام دُور دراز بلاد وامصار میں شائع کیا، اور دوسرے مصاحف جن سے اختلاف کا شدید اندیشہ تھا سب کو معدوم قرار دیا تاکہ کوئی منافق فتنہ نہ اُبھار سکے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جدہ ساحل سمندر اور جمعہ کے دن اذان ثانی کا اضافہ فرمایا گیا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس فعلِ شرعی پر خاموش رہے، جو حجتِ شرعی کی دلیل ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بعض مفسدین نے خلافت سے دست بردار ہونے کا مطالبہ کیا؛ مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بحکمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خلافت سے دست بردار ہونے کے لیے تیار نہ ہوئے تو مفسدین نے آپ کے مکان کا محاصرہ کیا، اور چالیس روز تک محاصرہ جاری رہا اور دن بدن سخت سے سخت ترین ہوتا چلا گیا، ان کا آب ودانہ بھی روک دیا گیا تھا؛ بلکہ حضرت ام المؤمنین اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کھانے کا کچھ سامان لے کر پہنچانے کی کوشش کی بھی تو ظالموں نے اس سے بھی تعرض کیا اور بزورِ طاقت انہیں روک دیا، یہ صورتِ حال دیکھ کر بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خانہ نشین ہوگئے اور کچھ مدینہ چھوڑ کر باہر چلے گئے، تاہم کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی حفاظت کے واسطے موجود تھے، جن میں حضرت حسن، حسین، حضرت محمد، حضرت عبداللہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت سعید بن عاص اور مروان رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل تھے، ان سے متعدد بار جھڑپیں بھی ہوئیں، جب مفسدین اور بلوائیوں کا محاصرہ طول پکڑ گیا اور آپ کو اپنی شہادت پر یقین کامل ہوگیا، ادھر بلوائیوں کو بھی یقین کامل ہوگیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلافت سے دست بردار ہونے والے نہیں ہیں، تو انھوں نے آپ کو شہید کرنے کا فیصلہ کرلیا، اور چونکہ صدر دروازے پر حضرات حسنین اور عبداللہ بن زبیر، اور محمد بن طلحہ وغیرہ مدافعت کے واسطے موجود تھے؛ اس لیے ان سے مقابلے کو غیر مناسب سمجھتے ہوئے دیوار پھاند کر آپ کے مکان میں گھس آئے اور آپ اس وقت تلاوتِ قرآن کریم میں مشغول تھے، محمد بن ابی بکر آپ کے ساتھ گستاخی سے پیش آئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھتیجے! اگر آج تمہارے باپ زندہ ہوتے تو ان کو تمہاری یہ حرکت قطعاً پسند نہ آتی، محمد بن ابی بکر شرمندہ ہوکر پیچھے ہٹ گئے، غافقی نے پیشانی پر ایک گرز مارا جس سے پہلو کے بل گر پڑے، سودان بن عمر نے تلوار سے آپ پر وار کیا،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

نائلہ بنت فرافصہ نے اپنے ہاتھ سے روکا جس سے ان کی اُنگلیاں کٹ کر الگ ہو گئیں۔
عمر بن حمق سینہ مبارک پر چڑھ بیٹھا اور نو زخم لگائے جس سے آپ کی روح قفصِ عنصری سے پرواز کر گئی اور جنت الاعلیٰ میں اپنی جگہ مقرر کر لی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

پھر کوئی شقی ازلی آگے بڑھا اور گردن مبارک کو جسم سے جدا کر دی، خونِ عثمانی کے قطرے جس آیت پر گرے وہ تھی: ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ اور یہ واقعہ قتل اس طرح خفیہ طور پر ہوا کہ محافظین کو بھی پتہ نہ چل سکا جب علم ہوا تو اپنی جگہ دم بخود ہو کر رہ گئے، کسی کو بھی علم نہ تھا کہ باغی مدینۃ الرسول میں خلیفۃ الرسول کے حلقوم پر چھری پھیر دیں گے، مفسدین نے خلیفۃ المسلمین کے گلشنِ حیات کو تاراج کرنے کے بعد کاشانہ خلافت کو لوٹا پھر بیت المال پر ہاتھ صاف کیا، یہ سارا واقعہ ۱۷ یا ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ عصر کے وقت کا ہے، تین روز تک نعش بے گور و کفن پڑی رہی، ان ظالموں کے خوف سے کسی میں بھی دفن کی ہمت نہ ہوتی تھی، چند لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو ان کی سفارش سے دفن کی اجازت ملی، مغرب وعشاء کے درمیان جنازہ اُٹھایا گیا، ستر آدمیوں نے مل کر نمازِ جنازہ پڑھی، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ یا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ کی اجازت فرمائی، جنت البقیع کے قریب حسن کوکب میں عروس خلافت کو رنگین کپڑوں میں دفن کر دیا۔ رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ

الحمد للہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa